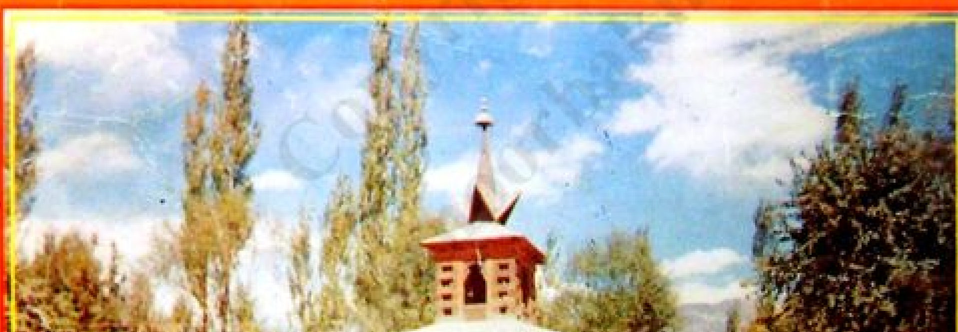
ماہنامہ

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 102 | قیمت -/35 روپے | اگست 2009



تاریخی مسجد امبوڑک شگر تعمیر کردہ حضرت شاہ ہمدانؒ بحالی اے کے ٹی سی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ : 102	اگست 2009ء	قیمت 35 روپے

مدیر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری اور ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

358-A سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

ای میل : nawaesufia_intl@yahoo.com

نیا اکاؤنٹ نمبر

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 8-1773-010،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علی احمد قمر سلطر و گوندا

جس راہ سے آ جائے زمانہ مرے آقاؐ
اس راہ میں دیوار اٹھانا مرے آقاؐ

پھر میرے مقابل ہوں وہی خیبر و خندق
پھر کر دے مجھے اتنا توانا مرے آقاؐ

جاگوں تو شفاعت کی ہو تعبیر مقدر
ایسا بھی کوئی خواب سہانا مرے آقاؐ

خاکی ہوں تو خاک رہ طیبہ میں بکھر جاؤں
اس خاک کی توقیر بڑھانا مرے آقاؐ

میں خاک کف پا بھی تو ہوں آپؐ کے در کا
قدموں میں جھکے میرے زمانہ مرے آقاؐ

ایسا بھی ہو جائے کہ طیبہ کے سفر میں
مرنا بھی ہو جینے کا بہانہ مرے آقاؐ

موت آئے تو گلیوں سے مدینے کی گزر کر
کرنا مجھے اس در سے روانہ مرے آقاؐ

جس سمت بھی دیکھوں مجھے طیبہ نظر آئے
منظر وہی آنکھوں میں بسانا مرے آقاؐ

جب فرد گناہوں کی میرے سامنے آئے
بخشش کی مجھے راہ دکھانا مرے آقاؐ

☆☆☆☆☆

فہرستِ مضامین

اداریہ

تفکّر و تذکّر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اضداد کا مجموعہ نامی اس دنیائے دوں میں مختلف خیالات کے حامل بنی نوع انسان کی آبادی ہر سو نظر آتی ہے۔ اس میں بعض انسان نظریاتی دنیا کے باشندے نظر آتے ہیں۔ بعض انسان غیر نظریاتی دنیا کو اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ غیر نظریاتی دنیا والے تو ایک حد تک پدر مادر آزاد قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں وہ خالص مادہ پرست ہوتے ہیں۔ مادہ پرستی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادے کی پوجا پاٹ کرتے ہیں بلکہ وہ دنیا ہی کو مادہ قرار دیتے ہیں۔ مادی دنیا میں بسنے والے لوگوں کو افزائش نسل کے اعتبار سے مادہ کی اپنی خاصیت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ وہ کسی قسم کی علت وجود کے قائل نہیں ہوتے۔

اپنے اس غیر نظریاتی رجحان پر وہ ڈٹے رہتے ہیں۔ ان کو قائل کرنے کا کام نظریاتی دنیا والوں کے لیے نہایت مشکل مرحلہ بنا رہتا ہے۔

مطلب کہنے کا یہ ہے کہ اپنے مخصوص خیالات پر ڈٹ جانا بھی ایک قسم کی دنیاوی کامرانی کی شکل ہے۔ چنانچہ باطل نظریہ رکھنے والے اپنے باطل نظریے سے اس طرح چمٹے رہتے ہیں جس طرح کھال جسم سے چمٹی رہتی ہے۔ ایسے عناصر کو شیطان کی طرف سے کافی پذیرائی ملتی ہے اور وہ بڑے شوق اور بڑی مسرت کے ساتھ خوب رنگ رلیاں مناتے دیکھے جا سکتے ہیں۔

نظریاتی دنیا والوں کی تصویر کشی:

نظریاتی دنیا والے بھی اس دنیائے دوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ ہر نظریہ والے خود کو حق بر حق نظریہ اپنانے والے قرار دیتے ہیں اور دوسروں کو حتمی بر بطلان نظریے کے حامل سمجھتے رہتے ہیں۔ ایسے قوی رجحان اختیار کیے بغیر کوئی نظریاتی گروہ دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔

نظریاتی دنیا میں اہم ترین نظریہ اسلام کا آفاقی پیغام ہے۔ اس پیغام کو صحیح معنوں میں مؤثر طور پر پھیلانے کی بے لوث خدمات انجام دینے والے کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔ بے لوث مؤثر خدمات انجام دینے کی بدولت ان کا دائرہ وجود بڑی وسعت اختیار کرتا جاتا ہے۔ جب ایک عظیم ترین نظریاتی دائرہ وجود پذیر ہوتا ہے تو ہر قسم کی ترقی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ یہاں معنوی ترقی کی راہوں کو اولیت دی جاتی ہے اور صوری ترقی کی راہیں ثانوی حیثیت کی حامل ہوتی ہیں۔ بہر حال ترقی کی دونوں راہوں میں چلنے والے راہی کامیاب قرار پاتے ہیں۔ یہاں پر اُخروی کامیابی کا سامان اختیار کرنا مقدم سمجھا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دنیاوی کامیابی خود بخود ہمارے قدم چومتی ہے۔

نظریاتی دنیا میں اہم ترین نظریہ اسلام کا آفاقی پیغام ہے۔ اس پیغام کو صحیح معنوں میں مؤثر طور پر پھیلانے کی بے لوث خدمات انجام دینے والے کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔ بے لوث مؤثر خدمات انجام دینے کی بدولت ان کا دائرہ وجود بڑی وسعت اختیار کرتا جاتا ہے۔

ہماری نظریاتی کمزوری:

ہم اس دنیا میں ایک آفاقی منشور کو پھیلانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات ہماری سعی مشکور قرار پاتی ہے اور بسا اوقات

باقی صفحہ 12 پر

الکتاب

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید ایم اے۔ بی ایڈ

سورہ النزعت آیات ۱ تا ۵ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ٥ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ٥ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ٥ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ٥ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ٥

ترجمہ: ان (فرشتوں کی قسم) جو (کافروں کی جان ان کے جسموں کے ایک ایک انگ میں سے) نہایت سختی سے کھینچ لاتے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی قسم جو (مومنوں کی جان کے) بند نہایت نرمی سے کھول دیتے ہیں۔ اور ان (فرشتوں) کی قسم جو (زمین و آسمان کے درمیان) تیزی سے تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر ان (فرشتوں) کی قسم جو لپک کر (دوسروں سے) آگے بڑھ جاتے ہیں پھر ان (فرشتوں) کی قسم جو مختلف اُمور کی تدبیر کرتے ہیں۔

سائنسی ترجمہ:

صاحب عرفان القرآن نے مذکورہ ترجمے کے علاوہ ان آیات کا سائنسی نقطہ نگاہ سے بھی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اہلِ ذوق اور اہلِ علم کے لئے بہت ہی پُر لطف دعوت فکر ہے۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

توانائی کی ان لہروں کی قسم جو مادہ کے اندر گھس کر کیمیائی جوڑوں کو سختی سے توڑ پھوڑ دیتی ہیں۔ توانائی کی ان لہروں کی قسم جو مادہ کے کیمیائی جوڑوں کو نہایت نرمی اور آرام سے توڑ دیتی ہیں۔ توانائی کی ان لہروں کی قسم جو آسمانی خلا و فضا میں بلا روک ٹوک چلتی پھرتی ہیں۔ توانائی کی اُن لہروں کی قسم جو رفتار طاقت اور جاذبیت کے لحاظ سے دوسری لہروں پر سبقت لے جاتی ہیں۔ پھر توانائی کی ان لہروں کی قسم جو باہمی تعامل سے کائناتی نظام کے بقا کے لئے توازن و تدبیر قائم رکھتی ہیں۔

(نوٹ: یہ ترجمہ دور کی کوڑی لانے کے مترادف ہے۔ فرشتوں کو توانائی کی لہریں قرار دینا اجتہادی جرأت ہے لیکن یہ تاویلات ٹھوس سائنسی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مدیر)

مذکورہ دونوں ترجموں کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ دوسرا ترجمہ بھی اپنی جگہ اس لئے درست ہے کہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مقسم بہ کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ صرف ان کے اوصاف ذکر کیا ہے۔ اس لئے وقت محل اور دور کے اعتبار سے اس وضاحت کو مختلف چیزوں پر تطبیق کیا جا سکتا ہے۔

> جب بدکاروں کو اپنا انجام اور دوزخ کا عذاب موت کے وقت نظر آرہا ہوتا ہے تو روح جسم سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہوتی تو موت کا فرشتہ سختی سے جسم کے انگ انگ میں گھس کر اس کی روح نکالتا ہے۔ جس کی تکلیف ناقابل بیان ہے۔

ان پانچ آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے تکوینی فرائض انجام دینے والے فرشتوں کی قسم کھائی ہے۔ وہ فرشتے جن کو تکوینی فرائض کو انجام دہی سونپی گئی ہے وہ ان کو بڑی خوش اسلوبی اور تن دہی سے سرانجام دیتے ہیں۔

نکتہ نمبر ۱: آیات میں ان فرشتوں کا ذکر ہوا ہے اور قسم کھائی ہے جو اللہ کے حکم سے اس کائنات کے نظام کی تدبیر کرتے ہیں۔ اسی سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں اور ڈیوٹی کی ادائیگی کرنے والوں کا کتنا بڑا مقام ہے۔ جو خدا کا نائب بن کر اس کے عطا کردہ نظام کائنات کو چلانے کے لیے (چاہے وہ جسمانی دنیا ہو

چاہے وہ روحانی دنیا ہو) فرائض انجام دیتے ہیں۔

نکتہ نمبر۲: آیت نمبر 1 میں اس فرشتے کا ذکر ہے جو سختی سے کافروں، منافقوں اور گناہ گاروں کی جان نکالتے ہیں۔ اس ایت کریمہ سے ہمیں جان کنی اور موت نکالنے کی سختی کا پتہ چلتا ہے۔ جان کنی کی سختی کو سمجھنے کے لئے حضرت ادریس علیہ السلام کا ایک واقعہ بہت ہی مناسب ہوگا۔

حضرت ادریس علیہ السلام اور موت کا فرشتہ:

حضرت ادریس علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ سال بھر روزہ رکھتے اور رات کو شب بیداری فرماتے۔ کپڑے سی کر رزق حلال کماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عزرائیل علیہ السلام موت کا فرشتہ ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ اور دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا میں تیرے ساتھ رشتہ داری تب کروں گا کہ جان کنی کی سختی ایک بار چکھادے تاکہ خوف اور عزت مجھے زیادہ ہو اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں۔ ملک الموت نے کہا کہ بے رضاالٰہی اور حکم الٰہی میں کسی کی جان قبض نہیں کر سکتا۔ تب حضرت ادریس علیہ السلام نے خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کی۔ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی جان قبض کر۔ ملک الموت نے حضرت ادریس علیہ السلام کی جان قبض کر لی پھر ملک الموت نے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کرے۔ ادریس علیہ السلام نے اُٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لیا اور رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت نے اُن سے پوچھا اے بھائی! جان کنی یعنی جان نکالنے کی سختی کیسی تھی۔ حضرت ادریس علیہ السلام بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں تک کھینچی جاتی ہے۔

ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ایسا کسی کے ساتھ نہیں کیا۔

یہی وجہ ہے کہ جب بدکاروں کو اپنا انجام اور دوزخ کا عذاب موت کے وقت نظر آرہا ہوتا ہے تو روح جسم سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہوتی تو موت کا فرشتہ سختی سے جسم کے انگ انگ میں گھس کر اس کی روح نکالتا ہے۔ جس کی تکلیف ناقابل بیان ہے۔

امت محمدیؐ کے نیکوکار:

تاہم موت اللہ کے نیکوکاروں کے لئے بہت ہی سہانا اور پُرلطف منظر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی عارضی زندگی سے نکل کر ابدی اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف لوٹ رہے ہوتے ہیں جس کے لئے ہو پوری زندگی انتظار میں ہوتے ہیں۔ بقول شاعر

موت اللہ کے نیکوکاروں کے لیے بہت ہی سہانا اور پُرلطف منظر ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی عارضی زندگی سے نکل کر ابدی اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف لوٹ رہے ہوتے ہیں جس کے لیے ہو پوری زندگی انتظار میں ہوتے ہیں مرد مومن کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ جب موت آئے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ اور تبسم ہوتا ہے

نشان مرد حق دیگر چہ
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

یعنی مرد مومن کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ جب موت آئے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ اور تبسم ہوتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا فرمان ہے۔ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یصل الحبیب الی الحبیب۔ موت ایک ایسا پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔ یعنی عبد کامل کو اپنے معبود حقیقی سے ملنے کا بہترین ذریعہ موت ہے۔ ایک صحابی انصاری نے عرض کیا۔ ترجمہ: اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب سے عقل مند اور ہوشیار لوگ کون ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کریں اور موت کے بعد (کی زندگی) کے لئے تیاری کریں۔ یہی لوگ دانا بینا ہیں اور دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے ہیں۔

باقی صفحہ 14 پر

فقہ اسلامی

مجموعہ شریعت محمدیہ ﷺ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

فَالَّذِیْ یَجُوْزُ لَہُ الْقَصْرُ یَجُوْزُ لَہُ الْاِتْمَامُ فَالْمُسَافِرُ مُخَیَّرٌ بَیْنَ الْاِتْمَامِ وَالْقَصْرِ وَالْجَمْعِ بَیْنَ الظُّھْرَیْنِ وَالْعِشَآءَیْنِ اِمَّا تَقْدِیْمًا اَوْتَاخِیْرًا وَلَا حَاجَۃَ لِلْمُسَافِرِ اِلٰی نِیَّۃِ لِقَصْرِ اِنْ شَآءَ قَصَرَ فِی الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ یَلِیْقُ الْقَصْرُ لِضَیْقِھَا وَاَتَمَّ فِی الْاَوْقَاتِ الْوَاسِعَۃِ وَاِنْ اَلْزَمَ لِقَصْرِ مُدَّۃً وَاَرَادَ الْاِتْمَامَ فَلَا بُدَّ لَہُ مِنْ نِیَّۃِ الْاِقَامَۃِ فِیْ مَنْزِلٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ اَوْاَکْثَرَ وَاِنْ لَمْ یَلْزِمِ الْقَصْرَ فَلَا حَاجَۃَ لَہُ اِلٰی نِیَّۃِ الْاِقَامَۃِ۔

ترجمہ: پس جس شخص کے لیے قصر کرنا جائز ہے اس کے لیے نماز کا پوری طرح پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مسافر کو ان صورتوں میں اختیار حاصل ہے:۔

۱) نماز کو پوری طرح پڑھنا اور قصر کرنا۔

۲) ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا۔

۳) مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے پہلی کی وقت میں ہو یا دوسری کی وقت میں۔

مسافر کے لیے قصر کی نیت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو تنگی وقت کی وجہ سے قصر کے قابل وقتوں میں قصر کرے اور فراغ وقتوں میں نمازوں کو پوری طرح پڑھے۔ اگر کوئی شخص ایک مدت کے لیے قصر کو لازم کرے پھر پوری طرح نماز کی ادائیگی چاہے تو اس کے لیے کسی ایک جگہ میں تین دن یا اس سے زیادہ قیام کرنے کی نیت ضروری ہے۔ اگر مسافر نے قصر کو لازم قرار نہ دیا ہو تو اس کے لیے مقیم بننے کی نیت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وضاحت:

مذکورہ عبارات میں درج ذیل امور کی نشاندہی کردی گئی ہے۔

۱۔ ذاتی چاہت

۲۔ عدم ضرورت

۳۔ تبدیلی وصف

تفصیلی وضاحت:

۱۔ ذاتی چاہت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ شرعی مسافت والے مسافر کے لیے سفر ہی سبب قصر ہے۔ تاہم شرعاً یہ وجوب کے درجے میں نہیں ہے۔ چنانچہ حالت سفر میں آرام وراحت کا فقدان ہو تو اس کے لیے قصر والی صورت میں عمل پیرا ہونا بہتر ہے۔ اس کا وجود اتمام بھی اس کے لیے روا ٹھہرتا ہے۔ مگر حالت سفر میں آرام وراحت کا ہر قسم کا سامان میسر ہو اور اسے حالت مقیم اور حالت مسافر میں چنداں فرق محسوس نہ ہوتا ہو گو یا اس کے لیے آرام وراحت کا ہر سو طوطی بول رہا ہو تو اس کے لیے اتمام پر عمل پیرا ہونا شرعاً بہتر ہے۔ تاہم قصر کا جواز بھی شرعاً موجود ہے۔ پس مسافر کو ظہرین مغربین کی ادائیگی کے لیے جمع تقدیم یا جمع تاخیر میں سے جس پہلو کو وہ اختیار کرنا چاہے شرعاً کر سکتا ہے۔

۲۔ عدم ضرورت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نماز گزار شرعی مسافت کے حامل سفر پر روانہ ہو جائے تو اس کے لیے اس کی حالت سفری سے قصر اس کا استقبال کرتی ہے۔ اسے قصر کی نیت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لیے خود بخود جملہ سفری سہولتیں شرعاً ہوتی ہیں۔

باقی صفحہ 12 پر

Islamic Tenets

Principles of Islamic Tenets

(Part-II)

Sajjad Hussain Balghari, M.Sc.

disintegration. The solution lies in skillfully educating our young generation with the teachings of the great heroes and sufis of Islam. It is by no means a secret from Muslim as well as non-muslim researchers that Islam spreaded in many parts of the world at the hands of great sufis of Islam. One of the best examples is Indo-Pakistan where Islam was propagated by Sufiya e Kiram. Consequently the secret behind the revival of Islam lies in the revival of their sublime teachings.

There are a number of sufi orders, of which Silsila Zahab/Dhahab Sufiya |the Golden Chain of Sufism| is the chief order in Islamic mysticism. The major figures of this chain are Mir Sayyed Ali Hamadani well known as Shah Hamdan, Hazrat Khwawaja Ishaq Khatlani, Mir Sayyed

It is our purpose to publish this concise discourse in multiple languages that includes its origional Arabic text, persian translation and commentary by Hazrat Pir Mir Mukhtar Akhyar titled "Siraaj al Emaan", Urdu translation by Abul Irfan Allama Muhammad Bashir Barahvi with explananatory notes by Allama Arif Hussain, Educator Madrisa Shah Hamdan Skardu and English translation with explananatory notes by the writer of these pages. The multi-lingual presentation of this book will be very benificial for our brothers-in-islam who are scattered around the world so that they can get themselves familiarised with the knowledge of certitude about the articles of our creed in their entirety.

In recent times, the Muslim Ummah is on the path of declination and

In order to meet this requirement, Shah Hamdan Publications Islamabad was established in 1995 under the patronage of Dr. Ghazi Muhammad Naeem. Shah Hamdan Publications Islamabad is endeavouring to convey the authentic literatures of Islam and Islamic sufism to the world. The object of Shah Hamadan Publications is to meet the spiritual needs of the present age, to draw the attention of the people to the real and solid Islamic learning and to safeguard this valuable treasure of knowledge which has been entrusted to us by the seal of Prophet Muhammad peace be upon him and his Holy Ahlul Bayt peace be upon them as put forward by the great sufis of Islam.

This book is a great AMANAT . Great care has been taken to make the book as authentic as possible with the original text given. Terminologies are explained at foot notes and references are made thereafter.

> There are a number of sufi orders, of which Silsila Zahab/Dhahab Sufiya |the Golden Chain of Sufism| is the chief order in Islamic mysticism.

Muhammad Nurbakhsh Qahistani and Sayyed Shamsuddin Iraqi well known as Bot Shiken | the idol breaker| at whose hands Islam reached to many parts of the world including Kashmir and Baltistan. Almost all the sufis of the silsila/sufi order were authors of several books, especially the works of Abu Najeeb Suharwardi, Sheikh Najmud Din Kubra, Sheikh Abdul Rahman Isfarani, Allaudula al Samnani, Sheikh Ahmed Ghazali, Ameer Kabir Mir Sayyed Ali Hamadani and Mir Sayyed Muhammad Nurbakhsh Qahistani are remarkable guides to the peace-loving Muslims.

Unfortunately most of the works of these sufis which are in Arabic or Persian languages, have not yet been translated into English and other modern international languages. Therefore these works have very limited circulation in the present-day world.

Muhammad Naseem Sermiki, Advocate Nazeer Hussain, Engr. Sayyed Tahir Hussain, Mr. Ibrahim Sanai, Mr. Ghulam Hussain Noorani, Engr. Hussain Shigri, Mr. Ayub Balghari, Mr. Hassan Askari, Sayyed Abbas Kazmi, Yousuf Hussain Abadi, Engr. Mohsin Ali, Mr. Ehsan Danish, Mr. Ghulam Mehdi, Mr. Ilyas Masud and N.M.U.Tariq always encouraged me to write articles and books.

We hope that this book on aqeedah dwells in the hearts of every Nurbakhshi Muslim . It will cater for spirtual needs of the age, especially for grooming Muslim youth. The readers are requested to go through this book and to kindly comminicate to us their free comments on our publication , which will be highly helpful to us for its further improvement and will be highly appreciated. It is entirely up to Allah to make our endeavoer purely for His sake, and to help us avoid any error in belief, utterance and deed; He is the Hearer, the Knower and the Benificient.

It was felt necessary to add commentary which is mainly derived from "Siraaj al Emaan" written by Hazrat Pir Mukhtar Akhyar R.A. further elaborated by Allama Arif Hussain and the writer of these pages.

I am grateful to Allama Muhammad Bashir who was a constant source of inspiration to me throughout my life and granted permission to translate the book into English. I am particularly thankful to Allama Arif Hussain who wrote the translation of "Siraaj al Emaan" on my request and delivered to me for further elaboration and english translation. I am also thankful to many scholars, friends and teachers who encouraged me to translate the books into English. Dr. Ghazi Muhammad Naeem, Mr. Ghulam Hassan Hassanu, Mr. Justice Retd. Basharat Ahmed Sheikh, Justice AJK Supreme Court, Mr. Justice Muhammad Ishaq, Prof. Dr. Mirza Shahid Baig, D.I.G. Ashraf Nurbakhshi, Prof. Dr. M. Arshad Khan, Engr. Nazeer Hussain, Prof. Zakir Hussain Zakir, my brother Haji Sub. Retd M. Ibrahim Balghari, my closed friend Mr.

بقیہ تفکر و تذکر

ہماری عظیم سعی کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ حق پر ڈٹ جانے کا طریقہ ہم کو رہروان حق کی طرف ملا ہوا ہوتا ہے تا ہم اس طریقے کو اختیار کرنے میں ہم کامیاب ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا معنوی دائرہ وجود وسعت پذیر ہونے کے بجائے روز بروز گھٹتا نظر آتا ہے۔ رنہ اندازی کا خونخوار درندہ پنجہ آزمائی کے لیے مستعد نظر آتا ہے۔ ہم اس خونخوار درندے کا مقابلہ کرنے میں یکسر ناکام نظر آتے ہیں۔ ہمیں اپنی اس ناکامی کا اچھی طرح احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے جس سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ خفیہ طریقوں سے ہم پر ہر طرف سے معنوی یلغار جاری ہے۔ اس خطرناک معنوی یلغار کو روکنے کے لیے ہمارے دفاعی معنوی ہتھیار نہایت کمزور اور زنگ آلود ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہماری طرف سے اس سلسلے میں معنوی دفاعی اقدامات بالکل صفر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم آج کل اپنے اصحاب کرامات اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کے صرف زبانی طور پر دعویدار بنے ہوئے ہیں۔ منبروں پر رقص بسمل کا منظر پیش کرنے میں کوشاں اور نازاں رہتے ہیں۔ ہم کو یہ معنوی احساس نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ کس قسم کا معنوی کھیل کھیلا جارہا ہے۔ نفاق پسند عناصر مذہبی ہیرو کا روپ دھارتے نظر آتے ہیں اور ہر سو وہی عناصر بڑی بے باکی سے دندناتے پھرتے ہیں۔ بس ہم تماشائی بنے کوئی مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔ اگر یہی حال ہمارا بدستور رہا تو ایک ہنگام بے وفا ایسا آئے گا کہ ہم صرف یوں فریاد کرتے رہ جائیں گے۔

من ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم
تفو برتو اے چرخ گرداں تفو

بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ

۳۔ تبدیلی وصف:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسافر ایک خاص مدت تک قصر پر عمل پیرا رہنے کے بعد اس کو اتمام کی خواہش نے گھیر لیا تو کسی بھی جگہ وہ موجود ہو وہاں پر کم از کم تین دن کے لیے یا اس سے زیادہ دنوں کے لیے مقیم بننے کی نیت ضروری ہے۔ مقیم بن کر وہ حکم اتمام پر عمل پیرا رہے گا۔ اگر اس نے حالت سفر میں قصر کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہو اور یونہی حالت سفر میں ایام گزار رہا ہو تو حالت سفر کے نشے میں مست رہے گا اسے اقامت کی نیت کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

(جاری ہے۔۔۔)

بقیہ دنیائے تصوف کی خبریں

مولانا غلام حسن حسنو کا دورۂ اسلام آباد

معروف نوربخشی سکالر مولانا غلام حسن حسنو نے گزشتہ دنوں اسلام آباد کا دورہ کیا جس میں انہوں نے ماہنامہ نوائے صوفیہ، مدرسہ شاہ ہمدان علی پور اور تصوف نیشنل لائبریری علی پور کے منتظمین سے ملاقات کی۔ علی پور کے مخلص نوجوانوں نے مولانا کے اعزاز میں جشن آزادی کی شام یعنی 14 اگست 2009ء کو راول جھیل کے کنارے ایک پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیے۔ مولانا نے نوجوانوں کے خلوص کی تعریف کی اور عزم ظاہر کیا کہ وہ نوربخشی تعلیمات کی اشاعت کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں اور وسائل وقف کرتے رہیں گے۔ مولانا حسنو نے حضرت شاہ ہمدانؒ کے ۷۸ رسائل کے تراجم کا مجموعہ شائع کرنے کا بھی عندیہ دیا ہے۔ (رپورٹر: غلام محمد شاہین نمائندہ)

مضمون نگاروں سے گزارش

نوائے صوفیہ میں اشاعت کے لیے صرف ان علمی مضامین کو اولیت دی جائے گی جو محنت اور عرق ریزی سے تیار کیے گئے ہوں۔ ہر مضمون کے ساتھ ماخذ کتب کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ ورنہ مضمون نا قابل اشاعت قرار پا سکتا ہے۔

نوائے صوفیہ کے لیے ارسال کیے جانے والے مضامین کا رسالے کے بنیادی نصب العین یعنی احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ (ادارہ)

اہل بیت

عرفانِ صادق

ناجی مناجی

احکام و محمولاتِ قلب

اعرابِ قلوب:

قال الصادق علیه السلام: اعراب القلوب علی اربعة انواع ، رفع و فتح و خفض و وقف، فرفع القلب فی ذکر الله تعالی و فتح القلب فی الرضاء عن الله، و خفض القلب فی الاشتغال بغیر الله ، و وقف القلب فی الغفلة عن الله ألا تری ان العبد اذا ذکر الله بالتعظیم خالصاً ارتفع کل حجاب کان بینه و بین الله تعالی من قبل ذلک و اذا انقاد القلب لمورد قضاء الله تعالی بشرط الرضاء عنه کیف ینفتح بالسرور و الروح و الراحة و اذا اشتغل قلبه بشیء من اسباب الدنیا کیف تجده اذا ذکر الله بعد ذلک و آیاته منخفضاً مظلماً کبیت خراب خلو لیس فیه عمران ولا مونس و اذا غفل عن ذکر الله تعالی کیف تراه بعد ذلک موقوفا محجوبا قد قسی و أظلم منذ فارق نور التعظیم

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علامہ و

اعرابِ قلوب چار قسم کے ہیں:

۱) رفع ۲) فتح ۳) خفض ۴) وقف

۱) حالت رفع یہ ہے کہ آدمی ہمہ وقت خدا تعالیٰ کے ذکر اور یاد میں مشغول رہے۔

۲) حالت فتح یہ ہے کہ اپنے پروردگار سے ہمیشہ راضی رہے۔

۳) حالت خفض یہ ہے کہ غیر اللہ کی طرف توجہ اور انہماک رہے۔ ۴) حالت وقف یہ ہے کہ خدا سے غافل ہو جائے۔

پس کیا تو دیکھتا نہیں جب انسان خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور خلوص نیت اور تعظیم قلب پر مداومت کرتا ہے تو کس طرح اس کے اور خدا کے درمیان حائل حجابات اٹھ جاتے ہیں اور رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور اس کا دل بارگاہ خداوندی میں توجہ اور یکسوئی حاصل کرتا ہے۔ اور جب انسان خدا تعالیٰ کے حکم اور قضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے تو کس طرح دل کے دروازے کھل جاتے ہیں اور مسرت، راحت اور اطمینان کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

جب انسان خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے اور خلوص نیت اور تعظیمِ قلب پر مداومت کرتا ہے تو کس طرح اس کے اور خدا کے درمیان حائل حجابات اٹھ جاتے ہیں اور رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور اس کا دل بارگاہِ خداوندی میں توجہ اور یکسوئی حاصل کرتا ہے۔ اور جب انسان خدا تعالیٰ کے حکم اور قضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے تو کس طرح دل کے دروازے کھل جاتے ہیں اور مسرت، راحت اور اطمینان کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

اور جس وقت انسان امور دنیا میں مشغول ہوتا ہے اور دنیوی لذات اور شہوات کی جانب راغب ہوتا ہے تو کیا تو نہیں دیکھتا

کہ کس طرح خدا کا ذکر اور اس کی نشانیاں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں اور وہ ایسے مکان کی طرح ہو جاتا ہے جو ویران و خراب ہو اور اس میں کوئی ذی نفس موجود نہ ہو۔ اور کیا تو دیکھتا نہیں جب انسان یادِ خدا سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کا دل کیسا بند، محجوب اور تاریک ہو جاتا ہے اور انوارِ عظمت و جلالت کی ایک کرن تک اس پر نہیں پڑتی۔

فعلامة الرفع ثلاثة اشياء: وجود الموافقة و فقد المخالفة و دوام الشوق

جس وقت انسان امورِ دنیا میں مشغول ہوتا ہے اور دنیوی لذات اور شہوات کی جانب راغب ہوتا ہے تو کیا تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح خدا کا ذکر اور اس کی نشانیاں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہیں اور وہ ایسے مکان کی طرح ہو جاتا ہے جو ویران و خراب ہو اور اس میں کوئی ذی نفس موجود نہ ہو۔ اور کیا تو دیکھتا نہیں جب انسان یادِ خدا سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کا دل کیسا بند، محجوب اور تاریک ہو جاتا ہے اور انوارِ عظمت و جلالت کی ایک کرن تک اس پر نہیں پڑتی۔

وعلامة الفتح ثلاثة اشياء: التوكل و الصدق و اليقين
و علامة الخفض ثلاثة اشياء: العجب و الريا و الحرص
وعلامة الوقف ثلاثة اشياء: زوال حلاوة الطاعة و عدم مرارة المعصية و التباس علم الحلال و الحرام

پس حالت رفع کی علامت تین چیزیں ہیں: فرمانِ خداوندی کی موافقت اور پاسداری کرنا، احکامِ خداوندی کی مخالفت سے احتراز کرنا اور ہمہ وقت دل میں اس کے لقاء کا شوق اور حالتِ حضوری کا قائم رہنا۔

اور حالت فتح یا رضا کی علامت بھی تین چیزیں ہیں: خدا تعالیٰ پر مکمل توکل کرنا، ہر قدم صدق اور سچائی کی راہ میں اٹھنا اور پروردگار کے حکم اور قدرت کا کامل یقین کرنا۔ اور حالت خفض کی علامت بھی تین چیزوں پر ہی مشتمل ہے: خود بینی، خود نمائی اور دنیوی زندگی پر طمع۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

بقیہ قرآن مجید

ایک اور شخص نے رسول اکرم نورِ مجسم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ مَنْ اَزْھَدُ النَّاس ؟ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا مَنْ لَمْ یَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰی وَتَرَکَ فَضْلَ زِیْنَۃِ الدُّنْیَا وَاٰثَرَ مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی وَلَمْ یَعُدَّ غَدًا مِنْ اَیَّامِہٖ وَعَدَّ نَفْسَہٗ مِنَ الْمَوْتٰی (ترغیب)

ترجمہ: جو قبر اور گلنے سڑنے کو نہ بھولے اور دنیا کی فضول زینت کو چھوڑ دے اور باقی رہنے والی (آخرت کی) زندگی کو ترجیح دے اور آئندہ کل کو اپنے دنیا کے دنوں میں شمار نہ کرے بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے گن لے۔ اسی لئے موت ایک بہترین نصیحت ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا۔ موت بہترین نصیحت کرنے والی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کے فرمایا: کن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل وعدكفسك في اصحاب القبور يا بن عمر اذا اصحبت فلا تحدث نفسل بالمساء واذا امیت فلا تحدث نفسك بالصباح خذمن صحتك تبل سقمك ومن حياتك هل لو تك فانك لا تدري يا عبدالله ما استمك غدا.

ترجمہ: (اے ابن عمر) تم دنیا میں مسافروں کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابن عمر جب تم صبح اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو اور بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں کچھ کام کر لو کیونکہ تمہیں معلوم کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا (یعنی مردہ یا زندہ)۔

اللہ ہم سب کو اپنی موت یاد کر کے اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (بحوالہ خطبات اسلامی)

ہمدانیات

روش نوربخشیہ مشرب ہمدانیہ کی اساس

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا محمد محسن علی

فاضل عربی، ایم اے، بی ایڈ، ای پی ایم

حضرت شاہ ہمدان اپنی کتاب ذخیرۃ الملوک میں حضرت ابوعبیدہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده والمومن من امنه الناس على دمائهم و اموالهم والمجاهد من جاهد نفسه في طاعة الله

اس فرمان نبوی کو مد نظر رکھتے ہوئے شاہ ہمدان کے بالواسطہ مرید اور خلیفہ میر سید محمد نوربخش الفقہ الاحوط میں فرماتے ہیں:

من امن بالله وملئكته وكتبه ورسوله واليوم الاخر و قال اشهد ان لااله الاالله و اشهد ان محمدرسول الله و اقام الصلوة و اتى الزكوة ان كان ذا مال و صام شهررمضان و حج البيت ان كان مستطيعا فلا يجوز لمسلم ان يكفر بسبب شيء يعتقده ولا يعلم حقيقت الامر ويزعم ان من لا يعتقده فهو كافر هذه عقيدة الجهال

''جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو نماز پڑھتا، زکوۃ دیتا، رمضان شریف کے روزے رکھتا اور حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ ظاہر کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے، یہ جہلاء کا عقیدہ ہے۔''

میر سید علی ہمدانیؒ نے ذخیرۃ الملوک کے باب الامر بالمعروف میں فقہی مختلف فیہ مسائل کو موضوع بحث بنانے سے منع فرمایا ہے اور میر سید محمد نوربخش کے الفقہ الاحوط میں باب امر بالمعروف میں فرماتے ہیں:

فينبغي للمسلم المميز ان لا يقصر فيه وان يجتنب من شوائب النفسانية فيه حتى لايكون غرضه فيه الا تعظيما لامر الله و شفقة على خلق الله و ان لا تحترى فيما لا يجتمع عليه الامة الاسلامية و فيما لا يعرف حقيقته باليقين

''صاحب تمیز مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے اس کام میں تمام نفسانی آلائشوں سے پرہیز کرے یہاں تک کہ اس کا مقصد صرف اور صرف حکم خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خلق خدا پر شفقت کرنا بن جائے وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں رائے زنی نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی

آج کسی دیکھو خوف و ہراس اس آگ سے نجات دلانے
لئے وحشت و دہشت سے کسی بچانے
خشیت الہی اور خوف خداوندی کو قلب
و باطن میں جاگزین کرنا ہوگا اور امت کو آج
فروعی و اختلافی مسائل میں الجھنے کسی
بجائے مصطفوی پرچم تلے جمع ہونا پڑے گا

جسارت کرے جس کی حقیقت کو یقینی طور پر وہ نہیں پہچان سکتا ہو۔"

چنانچہ میر سید علی ہمدانی" اور میر سید محمد نوربخش دونوں اپنی اپنی تعلیمات میں مسلمانوں کے مابین فقہی اختلافات کو نظر انداز کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں

اما آداب الیدین فی حال القیام فیجوز ارسالها حذاء الفخذین و یجوز عقدهما اما تحت السرة او فوق ها تحت الصدر

"قیام کی حالت میں ہاتھوں کو کھول کر رکھنا جائز ہے اسی طرح ناف کے نیچے یا سینے کے اوپر ہاتھوں کو باندھ کر رکھنا بھی جائز ہے۔"

اسی طریقے کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب المنجد نے المنجد میں میر سید محمد نوربخش کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا ہے:

له الفقه الاحوط وضع فيه على ما يقال مذهبا وسطا بين التعاليم السنة والشيعة

المنجد کی یہ بات درست ہے کیونکہ جب یہ امت وسط ہے تو جس مذہب پر امت چلے گی وہ مذہب وسط ہوگا۔ چنانچہ میر سید علی ہمدانی" اور میر سید محمد نوربخش" دونوں نے افراط و تفریط دونوں سے پاک مذہب وسطی کی تعلیم دی ہے جس سے شریعت محمدیہ کا احیاء، اتحاد امت اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ممکن ہو سکتی ہے۔

آج کی دنیا کو خوف و ہراس سے نجات دلانے کے لئے دہشت و وحشت کی بجائے خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کو قلب و باطن میں جاگزین کرنا ہوگا اور امت کو آج فروعی و اختلافی مسائل میں الجھنے کی بجائے مصطفوی پرچم تلے جمع ہونا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگان دین بالخصوص حضرت شاہ ہمدان کی تعلیمات سے استفادہ کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(مولانا محسن علی صاحب سرموی کا یہ مقالہ انہوں نے شاہ ہمدان کانفرنس مظفر آباد منعقدہ 12 جولائی 2008 کو پیش کیا تھا۔ اس کانفرنس میں بلتستان سے ممتاز عالم دین مولانا علی محمد بادی شگری، مولانا محسن علی اور ممتاز شاعر احسان علی دانش بریمی نے مسلک نوربخشیہ اور شمالی علاقہ جات کی نمائندگی کی تھی)۔

❁ ✿ ❁

بقیہ تعمیر شخصیت کے روحانی ضابطے

گزارنے والوں کے پاس بیٹھنے سے اجتناب کرے کیونکہ صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں۔ انسان جس قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہے اسی قسم کی اس کی اپنی طبیعت بھی بننا شروع ہو جاتی ہے۔ لہذا اپنے اختیار کی حد تک یہ کوشش ہونی چاہیے کہ بری صحبتوں سے بچ کر اچھی صحبتوں میں بیٹھے تاکہ اچھی باتیں سننے اور اچھی باتیں کرنے کا موقع ملے۔

مندرجہ بالا تینوں باتوں کو اپنانے سے انشاء اللہ العزیز گفتگو پر ضبط حاصل ہونا شروع ہو جائے گا اور بے شمار لغزشوں سے بچنا ممکن ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام کلیوں اور ضابطوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁ ✿ ❁

ضروری گذارش

اب تک نوائے صوفیہ کے جن نمائندوں اور خریداروں کے پاس واجب الادا رقم ہے وہ جلد از جلد رسالہ ھذا کو ارسال کریں۔ نوائے صوفیہ سخت مالی مشکلات کا شکار ہے۔ آپ کا تعاون رسالے کی ترسیل اور دین کی خدمت کے لئے مددگار ثابت ہو گا۔

(ادارہ)

نوربخشیات

تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی۔ ایم اے۔ بی ایڈ

تعظیم خلق اللہ کتاب وسنت سے ثابت شدہ حقیقت ہے جس سے نہ شرک لازم آتا ہے نہ کفر، اگر کسی بھی چیز کی حرمت و عظمت کو جیسے خدا اور رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ضروری جانا ہے اور شرع اسلام میں اس کا احترام کرنا، تعظیم بجالانا جائز بلکہ رفع درجات کے لئے ضروری ہے۔ مسلمان اپنے رب اور محبوب رب کے ہر ہر قول فعل کو جان و دل سے قبول کرتے ہیں اور خدا کی مرضی اور خوشنودی کی خاطر ہمہ تن گوش رہتے ہیں اور اپنے پروردگار کی قربت کے حصول کی راہ میں تن من دھن کی قربانی کو تیار رہتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو حکم ہے کہ وہ خدا کی تمام نشانیوں کی تعظیم کرے۔ چنانچہ اللہ کا فرمان ہے کہ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ خدا کی نشانیاں ہیں۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے کہ وَالْبُدْنَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ (سورہ الحج آیت ۳۶)

اور قربانی کے جانور خدا کی نشانیاں ہیں۔ اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ شعائر خدا کی تعظیم خدا کے احکامات میں شامل ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وَ مَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (سورہ الحج آیت ۳۲) اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ ثابت ہوا کہ جس چیز کی نسبت خدا اور رسول کی طرف ہو اس کا احترام اور اس کی تعظیم بندوں کے لئے فائدے کا باعث ہے۔

علماء زہاد، فقہا، اولیاء، آل وصحابہ، کعبہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، حجر اسود، حطیم، قرآن وحدیث وجملہ صحف سماوی، اھل اللہ قابل احترام اور لائق توقیر ہیں۔ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو تو قیر و عظمت اور احترام ملحوظ رکھنے پر آیات وشواہد موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (سورہ احزاب آیت ۲۲) تم نبیؐ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند مت کرو۔ ایسی کئی آیات ہیں جن میں صرف نبیؐ کی عظمت و توقیر کی پاسداری کا حکم موجود ہے۔

اولیاء کرام چونکہ حقیقی معنوں میں علماء کہلانے کے قابل ہیں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے حقیقی نائب اور وارث ہیں۔ اُن کی عظمت اور احترام کرنا ہر مومن مسلمان پر فرض ہونا ثابت ہے جیسا کہ فرمان رسولؐ باری ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں۔ اس کی روشنی میں شاہ سید محمد نوربخشؒ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ کی حدیث سے مراد یہی اولیاء کرام ہیں جو کمالات والے ہیں۔

سبھی اولیاء کرام وعلماء عظام وفقہا کرام قابل احترام اور لائق توقیر وتعظیم ہوتے ہیں۔ بہر حال مختصراً قرآن وسنت کی روشنی میں صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کی وضاحت لابدی کو تحریر کی گئی ہے۔ خدا ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق دیں آمین۔

یہ تو بزرگوں کی عظمت کی باتیں ہو گئیں لیکن حدیث شریف میں تعظیم مومن پر مکمل باب موجود ہے۔ ترمذی شریف میں باب فی تعظیم المومن میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَاللّٰهِ مِنْكَ "یعنی مومن خدا کے ہاں بہت بڑی عظمت کا حامل ہے۔"

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

بشریات

تعمیر شخصیت کے روحانی ضابطے

سید شہاب الدین تھنگسوی

انسان کو اس دنیا میں ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ یہاں رہ کر ایمان اور اعمال صالح کی روش کو اپنا کر اپنی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کرے اور اسے اخلاق حسنہ سے آراستہ کرے۔ تمام انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا۔ اسلام کے دامن میں جتنی بھی عبادات ہیں ان سب کا مقصود بھی یہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب سب کچھ واضح ہے تو پھر انسان بار بار کیوں بھٹک جاتا ہے اور لوگوں کی اکثریت تعمیر کو چھوڑ کر تخریب کی طرف کیوں چلی جاتی ہے؟ اس کے جواب میں بہت سی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ لیکن بڑی وجوہات علم کی کمی اور ضبط نفس کا فقدان ہے۔ آج کے ایک عام انسان کو ضبط نفس کا ایک آسان فارمولا دینا ہوگا جو اس کے لیے قابل عمل بھی ہو سکے۔ میرے خیال میں اکیسویں صدی کے انسان کے لیے ایسا لائحہ عمل جو ضبط نفس کی کیفیت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ زندگی کی آوارگیوں کو کم کر کے اُسے مخصوص ڈگر پر ڈال کر عروج کی جانب رواں دواں کر دے اور وہ ان دو چیزوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ ضبط طعام

۲۔ ضبط کلام

ضبط طعام

صوفیائے کرام بالخصوص ہمارے بزرگان دین اسی حوالے سے قلت طعام پر زور دیتے چلے آتے ہیں تمام انسانوں کو قلت طعام کا مشورہ دینا تو مشکل ہے البتہ اُسے یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اگر کردار وشخصیت کی تعمیر کرنی ہے تو پھر کھانے پینے کو کسی نظم وضبط کا پابند بنانا اور اُسے حد اعتدال میں لانا ضروری ہوگا کھانے پینے پر ضبط کیسے حاصل کیا جائے اسی حوالے سے تین ضابطے درج ذیل ہیں۔

۱۔ روزہ اور ضبط طعام:

کھانے پینے پر کنٹرول کے لیے اسلام نے جو بے مثال نسخہ دیا ہے وہ ہے روزہ جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا۔ ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔'' (سورہ بقرہ) یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں ایک تو یہ کہ روزہ ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو صرف امت محمدیہ پر ہی نہیں بلکہ پہلی امتوں پر بھی لازم کی جاتی رہی ہے گو ان کے ہاں مقدار یا کیفیت مختلف ہو سکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ روزے کا مقصد تقویٰ' بیان کیا گیا ہے جو سارے اسلام کی جملہ تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام اخلاق حسنہ کی بنیاد بھی ہے۔ تقویٰ' کے اندر ضبط نفس کا مفہوم پائے جانے کے ساتھ ساتھ ضبط نفس کے مثبت استعمال کی ضمانت بھی پائی جاتی ہے لہٰذا انسان کو راہ راست پر رکھنے اور اخلاقی بے راہ روی سے بچانے کے حوالے سے روزہ بے مثال چیز ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ اے نوجوانو! تم میں سے جسے نکاح کی توفیق ہو اُسے چاہیے کہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح شرم وحیاء اور شرمگاہ کی حفاظت کے لیے سب سے زیادہ مفید ہے اور جس نوجوان کو نکاح کی استطاعت نہ ہو اُسے لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ جنسی ہیجان کا تدارک ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کتنے واضح انداز میں بتا رہی ہے کہ نفس کی منہ زور قوتوں کے آگے بند باندھنے کے لیے روزہ بہترین نسخہ

ہے۔ اسلام کے اندر ایک ماہ کے روزے تو فرض ہیں۔ جو ہر صورت ہر کسی کو رکھنے ہی ہیں۔ اس کے علاوہ سنت اور نفلی روزوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے تاکہ لوگ حسب ضرورت اسی شاندار نسخہ کو ضبط نفس کے حصول اور اپنی سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے استعمال کر سکیں۔ لہٰذا ضبط طعام کا پہلا حصہ یہ ہے کہ انسان اپنی عمر جسمانی صحت، کام کی نوعیت اور موسم کی کیفیت وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مسنون اور نفلی روزوں کا نسخہ ضبط طعام کے حصول کے لیے اختیار کرے۔

۲۔ کھانوں کے درمیان وقفہ:

ضبط طعام کے حوالے سے دوسرا ضابطہ دو کھانوں کے درمیان وقفہ رکھنا ہے۔ عام طور پر دن میں تین مرتبہ صبح، دوپہر، شام کھانا کھایا جاتا ہے۔ اس طرح دو کھانوں کے درمیان اوسطاً پانچ چھے گھنٹوں کا وقفہ بنتا ہے طب کی رو سے بھی ضروری ہے کہ دو کھانوں کے درمیان کم از کم اتنا وقفہ ہونا چاہیے۔ تاکہ کھانا کھانے سے پہلے، پہلا کھانا اچھی طرح ہضم ہو چکا ہو۔ ورنہ وہ صحت کی خرابی کا باعث بنے گا۔ خود حضور سرور کونینؐ نے بھی اسی روش کو بیماریوں اور امراض سے حفاظت کا ایک مجرب نسخہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہر ایک انسان کو یہ اُصول بنانا چاہیے کہ وہ دو کھانوں کے درمیانی وقفوں سوائے پانی کے کچھ کھانے پینے سے پرہیز کرے۔ ویسے بھی یہ انسانوں کا کام نہیں کہ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے رہیں۔ ہر وقت جانوروں کی طرح چرتے رہنے سے انسان کی جسمانی، ذہنی روحانی حالت پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔

اسی لیے غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ نے بھی باب الاعتکاف میں حضور اکرمؐ کی ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔ جس کا کھانا زیادہ ہو اُس کے پینے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کے پینے میں اضافہ ہو جائے اُس کے نیند میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جس کی نیند میں اضافہ ہو جائے تو ایسی صورت میں اس کو غافلوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور جس کا کھانا کم ہو اس کا پینا کم ہو جاتا ہے جس کا پینا کم ہو جائے تو اس کی نیند میں کمی آجاتی ہے اور جس کی نیند میں کمی آجائے تو ایسی صورت میں توبہ کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ (فقہ الاحوط۔ باب الاعتکاف)

> غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ نے بھی باب الاعتکاف میں حضور اکرمؐ کی ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔ جس کا کھانا زیادہ ہو اُس کے پینے میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کے پینے میں اضافہ ہو جائے اُس کے نیند میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جس کی نیند میں اضافہ ہو جائے تو ایسی صورت میں اُس کو غافلوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور جس کا کھانا کم ہو اُس کا پینا کم ہو جاتا ہے جس کا پینا کم ہو جائے تو اس کی نیند میں کمی آجاتی ہے اور جس کی نیند میں کمی آجائے تو ایسی صورت میں توبہ کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔

۳۔ پُروقار انداز سے کھانا:

تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ کھانے کو بڑے باوقار انداز میں ٹھہر ٹھہر کر اور چبا چبا کر کھایا جائے۔ اس طرح کھانے کی زیادہ مقدار بھی نہیں کھائی جائے گی اور اس طرح کھانے سے جسمانی، ذہنی اور روحانی صحت پر بڑے خوشگوار اثرات بھی پڑتے ہیں۔ تیزی کے ساتھ اور جلدی سے نوالے نگلنے میں نفس اور شیطان کا اثر شامل ہو جاتا ہے۔

ضبط کلام

ضبط طعام کے بعد ضبط کلام دوسری چیز نفس کو راست روی پر قائم رکھنے والی ہے۔ زبان دیکھنے میں تو چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر اہمیت کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ اسی لیے سرور دو عالمؐ فرماتے ہیں۔

دیکھنے میں تو زبان چھوٹی سی چیز ہے مگر اس کا جرم بڑا ہے۔

سر سے لے کر پاؤں تک انسانی جسم کے اعضاء کا جائزہ لیا جائے تو نیکیوں کا سب سے بڑا منبع و سرچشمہ بھی یہی زبان ہے کہ اکثر و بیشتر عبادات میں کچھ نہ کچھ پڑھنا بھی ہوتا ہے۔ جس کا تعلق زبان سے ہے اور دوسری طرف گناہوں کا بھی سب سے بڑا سبب زبان ہی ہے کہ اکثر بڑے بڑے گناہ مثلاً جھوٹ، چغلی، غیبت اور دوسروں کی دل آزاری وغیرہ جیسے جرائم زبان سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضور اکرمؐ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "جب ابن آدم" صبح کرتا ہے تو جسم کے تمام اعضاء زبان کی خدمت میں (زبان حال سے) درخواست کرتے ہیں پس وہ کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں خدا سے ڈرنا (کیونکہ ہم تیرے رحم و کرم پر ہیں) پس اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔" (ریاض الصالحین)

مندرجہ بالا حدیث کتنے واضح اور دوٹوک انداز میں جسم کی اصلاح وفساد کے حوالے سے زبان کی اہمیت کو بیان کر رہی ہے اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ "بندے کا ایمان اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو، اور دل اس وقت تک سیدھا نہیں ہوگا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو"

گویا ایمان کی اصلاح کا دارومدار زبان کی حالت پر ہے نہ صرف ایمان بلکہ اعمال کی جہتوں کے درست ہونے کا دارومدار بھی زبان کے درست استعمال پر ہے۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور زبان سے سیدھی بات کہو۔ وہ تمہارے (آئندہ) اعمال درست کر دے گا۔ اور (سابقہ) گناہوں کو معاف کرے گا"۔ (سورہ احزاب)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "اللہ کے ذکر کے علاوہ دیگر باتوں کی کثرت نہ کیا کرو کیونکہ ذکر کے سوا دوسری باتوں کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور اللہ سے زیادہ دور بھی وہی دل ہے جو زیادہ سخت ہو"۔ لہٰذا جو شخص بھی اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ و پیراستہ کرنا چاہتا ہو اور شخصیت و کردار کو تعمیر کرنا چاہتا ہو نیز اللہ رب العزت کی محبت اور قرب کو پانا چاہتا ہو اس کے لیے گفتگو پر ضبط کا ہونا ضروری ہے۔ اکیسویں صدی کے اندر زندگی اور زندگی کے تقاضے جتنے پیچیدہ ہو چکے ہیں اُن میں ایک عام انسان سے تو توقع رکھنی تو مشکل ہے کہ وہ زبان کے معاملے میں سخت احتیاط کرتے ہوئے ہر قسم کی زائد گفتگو سے اپنے آپ کو بچالے۔ تاہم یہاں ذیل میں تین ضابطے دیے جا رہے ہیں۔ جن پر عمل کر کے زبان کی آوارگیوں کو کم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ دن کے آغاز و اختتام پر خاموشی اختیار کرنا:

ضبط کلام کا پہلا ضابطہ یہی ہے کہ بیداری سے لے کر طلوع آفتاب تک اور نماز عشاء کی ادائیگی سے سونے تک حتی الوسع خاموشی اختیار کرے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اول الذکر وقت سے دن کا آغاز ہوتا ہے اور موخر الذکر وقت پر دن کا اختتام ہوتا ہے اور کسی معاملے کا آغاز اور اختتام جب صحیح ہو جائے تو پھر درمیان کے صحیح ہونے کے امکانات خاصے روشن ہو جاتے ہیں بعد از نماز عشاء خود حضورؐ کے حوالے سے بھی آیا ہے کہ آپ خاموشی اختیار فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ باوقار گفتگو:

ضبط کلام کا دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ سارے دن کی گفتگو میں یہ احتیاط کرے کہ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر، تحمل کے ساتھ الفاظ کو ادا کرتے ہوئے کرے۔ اس سے انسان کی گفتگو اُس کے قابو میں رہتی ہے۔ جلدی جلدی اور تیز بولنے سے گفتگو کا حسن بھی خراب ہو جاتا ہے اور وہ انسان کے ضبط میں بھی نہیں رہتی ہے کیونکہ جلد بازی میں نفس اور شیطان کا عمل دخل بھی آ جاتا ہے۔ چنانچہ گفتگو میں تحمل و وقار اور الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا حضور اکرمؐ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔

۳۔ بُری صحبتوں سے اجتناب:

ضبط کلام کا تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ انسان بُری صحبتوں اور مجلسوں میں جانے سے گریز کرے۔ فضول اور بے مقصد زندگی

باقی صفحہ 16 پر

دامانِ خیال

فقہ الاحوط اور اتحاد بین المسلمین

(آخری قسط)

م ش کوروی

31- فقرا حقیقی:

اللہ کے وہ اولیائے کرام ہیں جو عاملین شریعت، مجاہدین طریقت، عارفین حقیقت، مستغرقین احوال اور حاملین صفات کمال ہوتے ہیں۔ جن سے رحمانی کرامات کا ظہور ممکن ہوتا ہے۔

32- عالم اور علماء ربانیین:

عالم دو نوع کے ہیں۔ ایک خواندہ عالم اور دوسرا عالم ربانی۔ عام لوگوں کے لئے ان میں پہچان ضروری مگر آسان نہیں ہے۔ ہر شخص جو دو چار یا دس بارہ سال کسی خواندہ شخص سے دینی کتب پڑھ چکا ہو عالم کہلاتا ہے اور بہت کچھ جاننے والا بن جاتا ہے۔ اس لیے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ تم "ہر اس شخص کے پاس مت بیٹھو جو عالم کہلاتا ہے"۔ بلکہ عالم کی پہچان ضروری ہے۔ مگر یہ پہچان ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے فقہ الاحوط نے ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے اس بارے میں یوں وضاحت کی ہے:

علماً حقیقی وہ علماً ربانیین ہیں۔ جن کی امتیازی نشانیاں یہ ہیں۔

۱۔ خدا سے ڈرنا

۲۔ پاک رہنا۔

۳۔ عبادت کرنا۔

۴۔ علمی سرگرمیوں میں مصروف رہنا۔

۵۔ ظالموں اور بدکاروں کی صحبت سے کٹ کے رہنا۔

33- مساقات:

درختوں پر پھلوں کے یا کسی حصے کے بارے میں آپس میں معاملہ کرنے کا عمل مساقات ہے۔ جس کے لئے ایجاب اور قبول ضروری امر ہے۔ اس بارے میں مختلف مکاتب فکر میں موجود اختلاف کو دور کرتے ہوئے شاہ سید محمد نوربخش علیہ رحمہ نے فقہ الاحوط میں فرمایا ہے کہ مساقات کا معاملہ میوہ جات کے درختوں والے باغات کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔ مثلاً کھجور، انگور، انجیر، انار، زردآلو، سیب، اخروٹ، بادام، امرود اور عام فائدہ مند درخت۔ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مساقات کا معاملہ کرنا صرف کھجور اور انگور کے درختوں کے سلسلے میں جائز ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔

34- کیا عورت اپنی طرف سے نکاح فسخ کر سکتی ہے؟

یہ اور چند ایسے اور سوالات ہیں جو ادیان عالم، اسلام سے کرتے رہے ہیں۔ یوں عورتوں کے حقوق سے متعلق بھی باتیں بناتے رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام دین خداوندی اور دین فطرت ہے۔ جس میں معاشرے کے تمام انسانوں کا نہیں بلکہ کیڑے مکوڑوں کا بھی خیال رکھنے کے احکامات موجود ہیں۔ عام مسلمان یہ تصور کرتے ہیں کہ نکاح کے بعد عورت مجبور محض ہے مگر دراصل ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ذیل میں ان حالات و امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ جن حالات میں عورت خود اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ اسلام میں ایسا نہیں ہے کہ ایک نکاح کے بعد عورت کے حقوق کا خیال نہ رکھے اور وہ غلاموں سے بدتر زندگی بسر

کرے۔

35- مفقود الخبر اور فسخ نکاح:

وطن سے غائب ہونے والے شخص کو مفقود کہتے ہیں۔ اگر اس کی آمد کی توقع سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو اور کوئی اس کی خبر نہ لائے اس کی موت و حیات کا علم نہ ہو ایسی صورت میں حقوق و لین دین کے سلسلے میں اگرچہ جلد بازی نہیں کی جائے گی، مگر اس کی بیوی کا حق اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی بیوی خرچہ خوراک اور صاحب اولاد ہو تو چار سال صبر سے کام لے گی۔ اگر بیوی شوہر کی طرف سے خرچہ خوراک وائی نہ ہو اور وہ صبر سے کام نہ لے سکتی ہو تو اس کے لئے واجب ہے کہ اس کے شوہر سے اپنا نکاح فسخ کرے اور ہونے والے کسی ایسے شوہر سے شادی رچائے۔ جو اس کے یومیہ اور شبینہ اخراجات برداشت کرنے پر قدرت رکھتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نفس کو اس کی طاقت اور گنجائش کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔ اس حکم سے ایک اور نزاع اس وقت کھڑا ہوتا ہے۔ جب سابقہ شوہر آ حاضر ہو۔ سابقہ شوہر کے لئے جائز امر یہ ہے کہ وہ کسی اور سے شادی کرے۔

36- تمثیل فراق:

ایک شخص اپنی بیوی کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا بیوی نے اس سے یہ کہہ دیا کہ ذرا پرے ہٹ جا! اس ایک بات سے اتنا دل برداشتہ ہو کہ ملک کے دوسرے کونے پر جا کر پیغام بھیجا کہ مزید ہٹوں یا بس کروں؟

یوں وہ چوبیس سال تک اس ایک خبر کے بعد مفقود الخبر رہا اس کی بیوی بے چاری نے اپنی عمر کے چوبیس سال اس کے انتظار میں گزارے۔ اس دوران نہ خرچہ اور نہ اپنی موت و حیات کی اطلاع دی۔

37- فسخ نکاح فریب خوردہ:

اگر شوہر یا اس کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری سے کام لے اور جس کے بعد اسے پتہ چل جائے کہ اس سے فریب سے کام لیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں جب پتہ چل جائے تو بیوی نکاح فسخ کرنے اور مہر کا مطالبہ کرنے کی حق دار ہوگی۔ خواہ نکاح تام ہوا ہو یا نہ۔ اسی طرح اگر شوہر کو دھوکہ دیا گیا ہو تو وہ نکاح فسخ کرنے، روک رکھنے اور اس کی ہمسر عورتوں کے مہروں سے زائد مقدار کو اس کے مہر سے کم کرنے کا اختیار رکھے گا۔

38- فسخ نکاح بلوغت پر:

اگر کسی کم سن لڑکی کا اس کے باپ نے کسی سے نکاح کرایا ہو وہ لڑکی بلوغت پر اس نکاح سے خوش نہ ہو۔ اس صورت میں لڑکی کو نکاح تام ہونے سے قبل نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے اس کے بعد نہیں۔

39- رد مظالم:

صاحب اختیار اور مال دار پر واجب ہے کہ وہ رد مظالم کرے اور ریاکاری سے بچے۔ مگر دور جدید میں لوگوں نے فرائض، حلال و حرام اور نیک و بد کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ دولت مند ہونے کے باوجود ایسے عذابوں میں مبتلا ہیں جن کا ادراک نہیں ہوتا۔ دن بدن دولت کے ارتکاز کے ساتھ ساتھ لالچ بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ دستر خوان پر انواع و اقسام کے کھانے موجود ہوتے ہیں۔ جنہیں کھا کر پیٹ تو بھر جاتا ہے لیکن نفس نہیں بھرتا۔ نیک کام کی توفیق نہیں ہوتی اور اگر کوئی نیک کام کر بھی لے تو ویڈیو کیمرے کے سامنے ہی ممکن ہوتا ہے، تا کہ مشتہر ہو جائے۔ ایسے اچھے اعمال جو گناہوں کے زمرے میں گنے جاتے ہیں۔ ایسے گناہوں میں عام مسلمان مبتلا ہیں۔ جسے روکنے اور اس کے انجام سے باخبر کرنے کے لئے صاحب فقہ الاحوط باب رد مظالم میں رقمطراز ہے۔

اگر کوئی انعام ظلم سے کسی صاحب مال کو ملا ہو تو وہ پابند ہے کہ یہ مال اس مالک کو لوٹا دے جن سے ظالموں نے لوٹا ہے۔ اگر وہ مالک کو نہ جانتا ہو تو یہ مال فقیروں کو دے۔ جو ایسے مال کے حق دار ہیں۔ اس کی بجائے اگر وہ مال کو ظالموں کے ہاتھ میں واپس دے تو وہ تین گناہوں کا مرتکب ہوگا۔

ایک یہ کہ اس نے مسلمانوں کا مال ظالموں کو دیا۔

دوسرے یہ کہ اس نے فقیروں کا حق روکا اور

تیسرے یہ کہ اس نے ریاکاری کی، جو سب سے بڑا گناہ ہے۔

ریاکاری کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لاهل لرياء ليس على وُجُوهِهِمْ نُوْرًا ولا بهاءٌ ولا في رِزْقِهِمْ بركة وَهُمْ عند الله انتن من الجيفة وليس في النار قوم اشد عذابا من اهل الرياء o

یعنی ریاکاروں کے چہروں پر نور نہیں ہوگا۔ خوب رونی ہوگی نہ ان کے رزق میں برکت۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہیں اور دوزخ میں ریاکاروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہونے والی کوئی قوم نہیں ہوگی۔

40- سطح قبر کا بنانا:

انسان کا انجام قبر ہے جس سے کسی فرد کو چھٹکارا ملنے کی کوئی راہ نہیں ہے خواہ جہاں تک چاہے، بھاگے لہذا قبر سے متعلق بیان بھی اس مضمون کا حصہ قرار دیا جاتا ہے۔ قبر کی سطح کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اسے گنبد نما بنانا فلاں مذہب کا طریقہ اور ہموار بنانا فلاں مذہب کا وغیرہ۔ اس بنیاد پر بھی بین المسالک عدم اتفاق پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کو رفع کر کے اتحاد بین المسلمین کی خاطر شاہ سید محمد نوربخش علیہ رحمہ نے فقہ الاحوط باب الصلوٰت میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''قبر کے حق میں اسے ہموار بنانا اور گنبد نما بنانا دونوں جائز ہیں۔ ہموار بنانا بہتر ہے۔''

آخر میں خداوند قدس سے حقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو تعصب اور کدورتوں کی آلائشوں سے پاک فرمائے اور سید محمد نوربخش علیہ الرحمہ کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین!

❁ ❁ ❁

بقیہ خزانہ، مخطوطات دم سم

۱۳۔ رسالہ امامیہ:

مولانا صاحب کے پاس ۳ عدد رسالہ امامیہ کے نسخے موجود ہیں جو سائز، صفحات، کتابت، کاغذ، سیاہی، کاتب اور صحت متن کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں۔

راقم السطور نے جناب پروفیسر ڈاکٹر حسین ڈائرکٹر قراقرم یونیورسٹی گلگت کے عملی تعاون اور مولانا محسن علی سربراہ AKESP کی مشینی امداد سے مذکورہ بالا کتابوں کی سکیننگ، سی ڈی اور پرنٹ تیار کرلیا ہے۔ اس طرح یہ کتابیں الحمدللہ مستقبل کے لئے مستقل طور پر محفوظ ہوگئی ہیں اور میں خود ان کا ترجمہ کرنے کا خواہاں ہوں۔ نیز دیگر اہل علم سے ان کا اردو ترجمہ کرانے کے لئے اقدامات کر رہا ہوں۔

❁ ❁ ❁

تعارف کتب

خزانۂ مخطوطات دُم سُم

غلام حسن حسنو
فاضل عربی۔ ایم اے

اس حقیر فقیر کو بچپن میں اور دوران تعلیم غیر نوربخشیوں بلکہ نوربخشیوں کی جانب سے بار بار یہ طعنہ سننا پڑتا تھا کہ "تم نوربخشیوں کے پاس کوئی علمی ورثہ نہیں یا یہ کہ نوربخشیہ علمی میراث سے محروم مذہب ہے ،اس کے پاس کوئی کتاب نہیں جب کسی سے بحث ہو تو اغیار کی کتابوں سے مدد لینا اس کی مجبوری ہے" وغیرہ۔ یہ طعنے سن سن کر میں سخت عاجز ہوتا رہا اور میں نے تعلیم کی تکمیل کے فوراً بعد یہ فیصلہ کیا کہ میں اس کا کھوج لگاؤں اس طعنے میں کتنی صداقت ہے؟ تعلیم سے فراغت کے بعد جب مختلف تاریخی کتابوں ،بزرگوں کے تذکروں اور کتابیاتی فہرستوں کی مدد سے تحقیق کی تو یہ طعنے سو فیصد جھوٹ اور بے سرو پا پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہ نکلے۔ چنانچہ میں نے عہد کیا کہ جیسے بھی ممکن ہو بزرگوں کی کتابوں کا کھوج لگاؤں اور جب بھی جہاں بھی موقع ملے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کروں اور حسب توفیق و استطاعت انہیں منظر عام پر لانے کی کوشش کروں۔ سو اس سلسلے میں میں نے تقریباً ستر اسی ہزار روپے خرچ کر کے کتابوں کی ایک بڑی تعداد جمع کی ہے جن میں سے ۳۲ کتابیں شائع کر چکا ہوں۔ نوربخشی کتابوں کی تلاش کے سلسلے میں شگر داسو تک ،چھوربٹ چھوار تک ،مشہ بروم میں دم سم تک ،پنجاب میں قصور و چوآ سیدن شاہ تک اور سندھ میں کراچی تک کا مجموعی طور پانچ ہزار میل کا سفر طے کیا ہے اور نیوزی لینڈ ،امریکہ ،جرمنی ،برطانیہ ،فرانس ،ترکی ،ایران ،انڈیا ،سعودی عرب اور شام بکثرت خطوط لکھے ہیں اور بحمد للہ ہر موقع پر کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ ان کامیاب کوششوں میں سے ایک کا ذکر نذر قارئین ہے۔

اکثر نوربخشی جانتے ہیں کہ یہ حقیر فقیر تقریباً تیس سال سے محکمہ تعلیم میں ملازمت کرتا ہے۔ ایک سال سے گھر سے دور گلشن کبیر میں تعینات ہے۔ یہاں بھی مذکورہ بالا شغل جاری ہے۔ فراغت کے اوقات میں جہاں کہیں جانا ہوا تو وہاں بزرگوں کی علمی میراث کا کھوج لگانا اولین ترجیح ہوتی ہے۔ غورسے ،تھگسں ،سینو گلشن کبیر ،اور دم سم کا علاقہ ماضی میں بڑے بڑے علمائے نوربخشیہ کا مسکن رہ چکا ہے۔ اس کا اندازہ یہاں ملنے والی قلمی کتابوں اور مخطوطات سے لگایا جا سکتا ہے۔ آیئے آج کی صحبت میں میں آپ کو مولانا ممتاز علی صاحب میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ دم سم کے دولت کدے پر لے جاتا ہوں۔

مولانا ممتاز علی صاحب دم سم خانقاہ نوربخشیہ کے میر واعظ ہیں۔ وہ ایک بڑے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کے دادا، پڑدادا اور بھائی تینوں جید عالم دین تھے۔ اسی طرح خپلو میں جامع مسجد چقچن کے مرحوم میر واعظ مولانا محمد ابراہیم اور مسجد نوربخشیہ برقچھن کے امام مولانا غلام علی مرحوم کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے جو بعد میں خپلو میں علمائے کرام کی ضرورت پڑنے پر مستقل طور وہیں منتقل ہوئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مولانا ابراہیم کے پوتے مولانا محمد اسحاق آج کل جامع مسجد چقچن کی امامت و خطابت فرماتے ہیں۔ مولانا ممتاز علی صاحب عالم فاضل نوجوان ہیں۔ انہوں نے کراچی میں اپنی تعلیم مکمل کی ہے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ گریجویٹ بھی ہیں اور ہائی سکول دم سم میں استاد ہیں ان کے پاس مخطوطات کا ایک بہت بڑا خزانہ محفوظ ہے جس میں فقہ احوط ،کتاب الاعتقادیہ دو عدد، دعوات

صوفیہ ۱۱ عدد، رسالہ امامیہ ۳ عدد، واردات سید محمد نوربخش، شرح رسالہ ذکریہ، اوراد امیریہ، شرح اوراد امیریہ، شرح ذکریہ عربی، ترجمہ اورادفتحیہ، ترجمہ کتاب المودت القربیٰ، نصاب صبیان فراہی، تفسیر حسینی وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں ہم صرف نوربخشی کتابوں کی تفصیل درج کر رہے ہیں۔

ا۔ فقہ احوط

اس کے دو نسخے ہیں ایک نسخہ نامکمل ہے جو شروع سے باب اتج تک ۲۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ تحت اللفظ فارسی لفظی ترجمہ ہے۔ اکثر عربی الفاظ کو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے اور فارسی ترجمہ کو سیاہ روشنائی سے۔ کاتب کا نام، جگہ، تاریخ کچھ درج نہیں ہے اگرچہ یہ کوئی خوشخط اور دیدہ زیب نسخہ نہیں تاہم تحت اللفظ ترجمہ کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔

فقہ احوط کا دوسرا نسخہ میر عبداللہ عراقی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس نسخے میں فقہ احوط باب ا سے ۵۳ تک معدوم ہے۔ البتہ کتاب الذبح، کتاب الصید و شکار، کتاب الفرائض کے عول و عصبہ اور آداب شرب و طعام وغیرہ کی بڑی دلنشین تشریح ہے۔ غالباً شارح نے فقہ احوط کی مکمل شرح لکھی ہوگی اور آخر میں مذکورہ بالا ابواب کی شرح لکھی ہوگی۔ آخری حصہ تو رہ گیا اور باقی حصے امتداد زمانہ کے ہاتھوں نابود ہوئے ہوں گے یہ شرح نہایت مفصل اور بے حد قیمتی ہے۔

مولانا کے پاس قلمی کتابوں کے کئی مجموعے ہیں ذیل میں ہم صرف ان نسخوں کا جائزہ پیش کریں گے جو سلسلۂ نوربخشیہ سے متعلق ہیں۔

۲۔ مجموعہ مخطوطات نمبرا

یہ پانچ کتابوں کا مجموعہ ہے اس میں شاہ ہمدان کے رسالہ ذکریہ عربیہ، اورادفتحیہ، کتاب المودت القربیٰ اور میر سید محمد نوربخش کی کتاب الاعتقادیہ کے شرح نما فارسی تراجم ہیں لیکن مترجم نے اپنا نام نہیں دیا ہے۔ البتہ اس مجموعے کی آخری کتاب المودت القربیٰ مترجم ہے۔ اس ترجمے کے خطبے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میر جلال الدین معصوم کے کسی بیٹے کا کارنامہ ہے اور ان کا یہ بیٹا حضرت میر نجم الدین ثاقب ہے۔ خطبے کی عبارت یہ ہے" جب میں میر سید علی ہمدانی کے رسالۂ ذکریہ اور اورادیہ امیریہ کا ترجمہ لکھنے سے فارغ ہوا تو میں نے کتاب المودت کا ترجمہ شروع کیا سالکا لغا تمام من القاضی الحاجات اعتلاالامی (ابی) السید الاعمل الکامل جلال الملۃ والدین الممتاز من الاماثل عفی اللہ عنہ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اپنی ابی جان (ابا جان) سید، عامل، کامل جلال الملۃ والدین ممتاز اماثل عفی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ترجمہ شروع کرتا ہوں۔

اسی طرح کاتب نے اپنا نام دینے کی بجائے ترجمے میں یوں لکھا ہے چون بحکم مرکز دائرۂ صلاح و مدار فلک فلاح، روشن دل اہل یقین حضرت میر جلال الدین اصلح اللہ شانہ وارفع مکانہ فی الخلد ترجمۂ این پرداختم ثواب این بروح مطہرایشان عائد باشد یعنی مرکز دائرۂ صلاح و مدار فلک فلاح، روشن دل اہل یقین حضرت میر جلال الدین اصلح اللہ شانہ وارفع مکانہ فی الخلد کے حکم سے اس کا ترجمہ کیا۔ اس کا ثواب ان کی روح مطہر کو عائد ہو۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ ان کا مترجم میر جلال الدین معصوم کے فرزند میر نجم الدین ثاقب ہیں۔

۲۔ ان کا فارسی ترجمہ و شرح کرانے میں سید جلال الدین معصوم کا حکم شامل ہے۔

۳۔ اس کام کی تکمیل یا کتابت کی تکمیل میر جلال الدین کے وصال کے بعد ہوئی ہے۔

۴۔ تاریخ کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخے میر نجم الدین ثاقب کی حیات میں کتابت ہوئے ہیں کیونکہ میر ثاقب کا سال وفات اس مصرعے سے نکلتا ہے ۔

میر نجم الدین ثاقب بود طاق

یعنی ۱۱۹۳ھ ہے جبکہ یہ ۱۳ سال قبل ۱۱۸۰ھ میں کتابت ہو چکے تھے۔ پانچوں کتابیں ایک ہی کاتب کی لکھی ہوئی ہیں۔ کاتب کوئی خوش

نویس نہیں تاہم اس کی تحریر پڑھنے کے قابل ضرور ہے۔ کاتب نے اپنا نام، مقام اور دوسرے لوازمات درج نہیں کیے، تاہم تاریخ کتابت ۲۸ جمادی الاول ۱۰۵۰ھ درج کی ہے۔ یہ کتابی سائز میں ہے۔

۳۔ ترجمہ رسالہ ذکریہ عربیہ:

یہ شاہ ہمدان کے عربی میں ایک رسالہ ذکریہ عربیہ کا شرح نما فارسی ترجمہ ہے اس رسالے کا اردو ترجمہ راقم مجموعہ رسائل شاہ ہمدان کے ساتھ شائع کر چکا ہے۔ یہ نسخہ مذکورہ بالا مجموعے کا پہلا رسالہ ہے۔ اس کے آخر میں کاتب نے تاریخ دی ہے۔ اس میں کل ۹۲ صفحات ہیں۔ کچھ صفحات پر ۱۷ اور کچھ پر ۱۹ سطریں ہیں۔ یہ کتابی سائز میں ہے یہ نسخہ شروع سے آخر تک مکمل ہے۔ شارح نے مختلف مقامات پر اشعار بھی قلمبند کئے ہیں۔ شروع کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

محمد خالق ذوالمن زبان را می کنم گلشن
شود چون وادی ایمن بذکر او دلم روشن
درون جسم ظلمانی فضای قلب نورانی
شود چون عرش رحمانی خیالش چون کند مسکن

۴۔ ترجمہ اوراد امیریہ:

یہ شاہ ہمدان کی مشہور و معروف کتاب اوراد امیریہ کا شرح نما فارسی ترجمہ ہے۔ یہ مذکورہ بالا مجموعے کی دوسری کتاب ہے اس میں کل ۸۸ صفحات ہیں۔ کسی صفحے پر ۱۷ اور کسی پر ۱۸ سطریں ہیں۔ یہ نسخہ بھی شروع سے آخر تک مکمل ہے۔ مترجم نے اپنا نام نہیں دیا۔ یہ ترجمہ اور کتاب نوربخشیہ کے آخر میں شائع ہونے والا فارسی ترجمہ ایک ہی ہے جسے سید قاسم شاہ کھرکوی نے ۱۹۳۲ء میں گنجینہ پریس جالندھر متحدہ ہندوستان سے شائع کیا تھا اور خود کو مصنف بتایا تھا حالانکہ اس کا مترجم بھی میر نجم الدین ثاقب ہی ہے۔

۵۔ شرح کتاب الاعتقادیہ:

کتاب الاعتقادیہ کے تحت اللفظ ترجمہ والے قلمی نسخے عام طور پر ملتے ہیں، لیکن شرح بالکل نہیں ملتی۔ مولانا کے پاس شرح کتاب الاعتقادیہ کے دو نسخے ہیں۔ دونوں کا شارح ایک ہے یہ وہی فارسی شرح والا نسخہ ہے جو ۱۳۴۱ھ میں سید قاسم شاہ کھرکوی نے ترمیم و اضافہ بالخصوص لفظ امامیہ کی پیوند کاری کے ساتھ کاشی رام پریس لاہور سے شائع کیا تھا جو بعد میں کراچی ٹرسٹ کی جانب سے دوبارہ شائع ہوا ہے۔

نسخہ نمبر ۱:

مذکورہ مجموعے کی دوسری کتاب ہے۔ پہلی کتاب شرح فقہ احوط ہے۔ اس کا مترجم بھی میر نجم الدین ثاقب ہے۔ یہ چار کتابوں کے مجموعہ میں دوسری کتاب ہے۔ اس میں کل ۳۹ صفحات ہیں اور ہر صفحے پر ۱۹ سطریں ہیں یہ کتابی سائز میں ہے۔ یہ نسخہ شروع سے آخر تک مکمل ہے۔ کاتب نے تاریخ تو درج کی ہے لیکن اپنا نام اور جائے کتابت درج نہیں کی۔ تحریر خوبصورت و خوشخط تو نہیں لیکن پڑھنے کے قابل ضرور ہے۔

نسخہ نمبر ۲:

یہ نسخہ میر عبداللہ عراقی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ لیکن ترقیمے میں اپنا نام محمد جان لکھا ہے اور تاریخ ۲۳ ربیع الاول ۱۱۸۰ھ دی ہے۔ یہ بڑی تقطیع کی کتاب ہے اور ۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور ہر صفحے پر ۱۶/۱۵ سطریں ہیں کتاب مکمل ہے اور نہایت خوشخط ہے۔

مترجم میر سید محمد نوربخشؒ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں

سید المحققین وقدوۃ المجتہدین و اسوۃ المتعبدین و غوث المتالهین و صاحب المقامات العلیة و التجلیات الهیة مرشد الخلائق و محلل الدقائق و مبین رموز الاحکام الهیة فی زمن الدهش السید محمد المتخلص بالنوربخش قدس الله تعالی اسراره وشید الله تعالی الی ان تقوم الساعة اثاره.

۶۔ ترجمہ اوراد فتحیہ:

یہ شاہ ہمدانؒ کے مشہور و معروف اوراد فتحیہ کا شرح نما فارسی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ بھی میر نجم الدین ثاقب ہی کا ہے یہ مذکورہ بالا مجموعے کی تیسری کتاب ہے اس میں کل ۴۰ صفحات ہیں اور کچھ صفحات

پر ۱۹ اور کچھ پر ۲۰ سطریں ہیں۔ یہ کتابی سائز میں مکمل ہے۔ مترجم نے بالکل درست طور پر اوراد فتحیہ کی آخری دعا اللھم افتح لنا بالخیر کو قرار دیا ہے۔ باقی عبارات بالکل وہی ہیں جو ہم نوربخشی روزانہ پڑھتے ہیں۔

۷۔ ترجمہ المودت القربیٰ:

یہ شاہ ہمدانؒ کی عربی تصنیف المودت القربیٰ کا شرح نما فارسی ترجمہ ہے۔ یہ اس مجموعے کی آخری کتاب ہے۔ مترجم نے عربی عبارات کا سلیس فارسی میں ترجمہ کیا ہے نیز مختلف احادیث کے لئے ابواب بندی بھی کی ہے اور حاشیہ پر جلی حروف میں انہیں لکھ دیا ہے۔ اس میں کل ۱۹۶ صفحات ہیں اور کچھ صفحات پر ۱۵ اور کچھ پر ۱۶ سطریں ہیں۔ یہ کتابی سائز میں ہے اور شروع سے آخر تک مکمل ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ہے۔

۸۔ مجموعہ نمبر ۲:

یہ مجموعہ دو کتابوں اوراد امیریہ اور اس کے شرح نما ترجمہ شرح اوراد امیریہ پر مشتمل ہے۔ دونوں جیبی سائز میں باریک قلم سے لکھی گئی ہیں۔ کاتب نے اپنا نام، تاریخ، جائے کتابت کچھ معلومات درج نہیں کیں۔ کاتب کوئی خوش نویس بھی نہیں ہے تاہم کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔

۹۔ اوراد امیریہ:

یہ شاہ ہمدانؒ کی عربی تصنیف اوراد امیریہ کے عربی متن پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ راقم نے ۱۹۷۸ء میں شائع کی تھی۔ یہ چھوٹی تقطیع یا جیبی سائز میں ہے۔ اس کا ایک ورق صفحہ نمبر ۳۰ اور ۳۱ موجود نہیں ہے۔ باقی مکمل ہے اس میں کل ۵۴ صفحات ہیں۔ کسی صفحے پر ۱۲ اور کسی پر ۱۳ سطریں ہیں۔ یہ ترجمہ اوراد امیریہ کے ساتھ ایک ہی جلد میں ہے اور اس جلد میں یہ پہلی کتاب ہے۔

۱۰۔ ترجمہ اوراد امیریہ:

یہ شاہ ہمدانؒ کی مشہور و معروف کتاب اوراد امیریہ کا شرح نما فارسی ترجمہ ہے۔ یہ مذکورہ بالا مجموعے کی دوسری کتاب ہے۔ اس میں کل ۱۶۵ صفحات ہیں۔ کسی صفحے پر ۱۲ اور کسی پر ۱۳ سطریں ہیں۔ یہ نسخہ شروع سے آخر تک مکمل ہے مترجم نے اپنا نام نہیں دیا۔ اس لئے ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ اس کا مترجم کون ہے؟ تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی میر ثاقبؒ ہی کا کارنامہ ہے۔ یہ ترجمہ اور کتاب نوربخشیہ کے آخر میں شائع ہونے والا فارسی ترجمہ ایک ہی ہے جسے سید قاسم شاہ کھرکوی نے ۱۹۴۲ء میں نگینہ پریس جالندھر متحدہ ہندوستان سے شائع کیا تھا اور خود کو مصنف بتایا تھا اس کا مترجم بھی میر نجم الدین ثاقبؒ ہی ہے۔

۱۱۔ مجموعہ نمبر ۳:

یہ دو منظوم کتابوں کا مجموعہ ہے۔ دونوں الگ الگ کاتبوں کا لکھا نسخہ ہے نہ صرف تحریر الگ الگ ہے بلکہ کاغذ، سیاہی لکھائی بھی الگ الگ ہیں۔ جائے کتابت، نام کاتب اور تاریخ کتابت کہیں درج نہیں۔ اس مجموعے کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ واردات نوربخش:

یہ میر سید محمد نوربخشؒ کی قلبی و روحانی واردات پر مشتمل منظوم رسالہ ہے اس میں کل ۷۰ اشعار ہیں یہ پانچ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحے پر ۱۶/۱۵ سطریں ہیں۔ یہ کتاب مکمل ہے۔

۲۔ نامعلوم منظوم کتاب:

دوسری کتاب بھی منظوم ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے متعلق مختلف حکایات کو الگ الگ لمبی لمبی بحروں میں نظم کیا گیا ہے۔ کتاب کا نام، شاعر کا نام کچھ درج نہیں ہے۔ اس کو درمیان سے پھاڑ کر درمیان میں واردات نوربخش رکھ کر جلد بندی کی گئی ہے۔

۱۲۔ دعوات الصوفیہ:

مولانا کے پاس دعوات الصوفیہ کے گیارہ نسخے ہیں جو سائز، صفحات، کتابت، کاغذ، سیاہی، کاتب اور ضخامت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں۔

باقی صفحہ 23 پر

ادب تصوف

رسالہ نوربخشیہ

غلام حسن حسنو

فاضل عربی۔ ایم اے

تعارف رسالہ نوربخشیہ:

یہ کتاب 1441 شمسی قمری کو ایران میں سبع الشانی نامی کتاب کے حاشیے پر شائع ہوئی ہے۔ کتاب پر بطور مصنف مولانا علاؤ الدین بن سید محمد نوربخش کا نام درج ہے غالباً یہ سید محمد نوربخشؒ کے پوتے شاہ قاسم فیض بخشؒ کے بیٹے ہیں۔ تمہیدی کلمات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ شیخ اسحاق ملتانیؒ کی فرمائش پر لکھا گیا ہے۔ یہ صاحب میر سید محمد نوربخشؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں جنہیں نوربخش نے اپنا خلیفہ بنا کر ملتان روانہ کیا تھا۔ اسی طرح اس کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سید محمد نوربخشؒ کی زندگی میں تصنیف ہوئی ہے کیونکہ یہ سید محمد نوربخشؒ (متوفی 869ھ) کے لئے خلد اللہ ظلال ارشادہ واحد ایۃ لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا یہ کہ یہ 869ھ سے پہلے لکھا گیا تھا کیونکہ اس کے کسی اور نسخے کا ہمیں علم نہیں ہے اور بظاہر یہ مکمل ہے اور کہیں کوئی تشنگی یا افتادگی محسوس نہیں ہوتی اور ساتھ ہی یہ رسالہ مختصر مگر نہایت جامع ہے۔ اس میں بہت سے صوفیانہ اصطلاحات کی عمدگی کے ساتھ مختصر تشریح ہے۔ الفقہ الاحوط اور دوسری کتابوں اور مقامات تصوف کے سمجھنے میں اس سے خوب مدد ملتی ہے۔ اس لئے اس کا اردو ترجمہ نذر قارئین ہے۔ تفہیم کے لئے جو الفاظ یا عبارات ہم نے بڑھائے ہیں انہیں بریکٹس "()" کے اندر رکھ دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِيْن المافظ برادر حقیقی قدوۃ المرشدین، زبدۃ الواصلین، افتخار الکاشفین، مست بادہ ربانی شیخ اسحاق ملتانی اللہ تعالیٰ ان کے تجلیات و حالات کی برکات کو ہمیشہ جاری رکھے، جو بزرگ اولیائے زمانہ میں سے ہیں اور تمام مراتب و مقامات معنوی کو بکثرت بار مشاہدہ کر چکے ہیں، نے اس فقیر سے اس طائفہ (صوفیا) کے احوال و اصطلاحات کے بیان میں چند اسرار لکھنے کی درخواست کی اگر چہ میں خود کو اس قسم کے کاموں میں ہاتھ ڈالنے کا اہل نہیں سمجھتا لیکن کیونکہ دنیا بے اعتبار ہے اور موصوف عازم مکہ مکرمہ ہے اس لئے ان کے التماس پر بطور اجمال 8 ابواب پر مشتمل یہ اوراق لکھے گئے ہیں۔

باب اول تفاوت مراتب سالکین، باب دوم اطوار و انوار، باب سوم عوالم، باب چہارم سیر سالکین، باب پنجم رویا، مکاشفات، مشاہدات، معاینات، باب ششم مراتب تجلیات، باب ہفتم عالم مثال اور اس کی حقیقت، باب ہشتم لباس سیاہ کے کوائف۔

باب اول۔ تفاوت مراتب سالکین

اے برادر (دینی) جان لو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے حدیث (نبوی) الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق اللہ تک جانے کے راستے مخلوق کی سانسوں کے برابر ہیں کے تحت حضرت صمدیت تک جانے کے راستے بے شمار ہیں لیکن ان میں سے مقصود ترین راستہ سالکین اہل ریاضت کا راستہ ہے۔ ان کے مراتب اور مدارج میں بہت فرق ہیں کیونکہ فقر کشف، حقائق اور اطوار کی طرف اشارہ ہے اور

فقیر وہ ہے جسے کشف، حقائق اور اطوار حاصل ہو اور فقیر کامل وہ ہے

سے یہ تینوں مکمل حاصل ہو۔

مرتبہ کشف کامل فنا (فی اللہ) و بقا (باللہ) ہے، مرتبہ حقائق کامل حق الیقین ہے اور مرتبہ اطوار کامل غیب الغیوب ہے۔

فقیر کامل مکمل وہ ہے جو دوسروں کو ان تینوں مراتب تک پہنچا سکتا ہو۔

سالکین کاملین کی جماعت سلسلہ ولی اولیاء، برہان الاصفیاء، مجمع کمالات اولین والآخرین حضرت نوربخش اللہ تعالیٰ ان کے ارشاد وہدایت کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے، اس زمانے میں درجۂ کمال کو پہنچ چکی ہے کیونکہ سالکین کی روش میں فرق ہوتا ہے۔ بعض فقط تھوڑی مقدار والے مکاشف (کشف والے) ہیں یہ اطفال طریقت ہوئے ہیں جس طرح بچوں کو بینائی گویائی اور دانائی سے پہلے حاصل ہوتی ہے (اسی طرح ان کو بھی پہلے کشف کا ملکہ حاصل ہوا ہے) بعض مکاشف ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑا محقق بھی ہوتے ہیں اور یہ معیت الٰہی حاصل نہ ہونے کی بنا پر کامل نہیں ہوتے اگرچہ یہ دونوں گروہ ہر جگہ نادر ہی ملتے ہیں لیکن کشف، حقائق اور اطوار میں کامل والے حضرت نوربخش کے سلسلے کے سوا دنیا میں کہیں نہیں پائے جاتے اور یہ طائفہ افراد اور اقطاب ہیں۔

این　طائفه　اند　اهلِ　تحقیق
باقی　همه　خویشتن　پرست　اند
فانی　زخود　بدوست　باقی
این طائفه که نیست اند و هست اند

یعنی یہی گروہ اہل تحقیق کا گروہ ہے باقی خود پرست ہیں کیونکہ یہ گروہ اپنی ذات کے لحاظ سے فانی اور محبوب حقیقی میں باقی ہیں۔ اس لئے یہ ایک لحاظ سے کالعدم اور دوسرے لحاظ سے موجود ہیں۔

باب دوم۔ اطوار سبعہ انوار متلونہ کا بیان

گر اطوار دل را بدانی تو ہم　　بگویم بترتیب بشنو تمام
سانی و نفسی و قلبی شمر　　چو سری و روحی خفی ای پسر
بغیب الغیوب است پایان آن　　فنای حقیقی است ازوی نشان
بود نور سبز و کبود و ظریف　　دگر سرخ و زرد و سفید نظیف
ازان پس سیاه است بی رنگ نور　　چنین آمد آخر الله نور

جان لو! جب طالب صادق مرشد کامل کی صحبت میں شرف توبہ اور تلقین ذکر خفی سے مشرف ہوتا ہے جب اثر ذکر سالک کے باطن میں ابھی ظاہر نہ ہوا ہو۔ اسے ذکر ربانی اور ذکر قلبی کہتے ہیں اس مقام میں سالک کے محسوسات میں سبزے کا احساس ہوتا ہے۔ اس عالم کا نور سبز ہوتا ہے۔

اس کے بعد جب سالک کا نفس پاک ہو کر ذکر الٰہی سے محظوظ ہوتا ہے اور اس کے نفس میں ذکر کا اثر ظاہر ہوتا ہے اس مرتبے میں یہ ذکر ذکر نفسی کہلاتا ہے اس عالم کا نور کبوتری رنگ کا ہوتا ہے اور سیر سالک عالم عناصر کی آخری حد کو پہنچ جاتا ہے۔

جب سالک کا دل جو مخزن اسرار نامتناہی ہے، غبار بشریت کو اتار پھینکتا ہے اور ذکر الٰہی سے متعلق ہو جاتا ہے ذکر پر مداومت اور مواظبت کی وجہ سے ذاکر کا دل ذاکر بن جاتا ہے اور منہ وحلق کے بغیر اور زبان (کو حرکت دیے) بغیر دل اپنی جگہ ذکر کرتا ہے چنانچہ ہر کوئی اس کی آواز کو سن سکتا ہے (اس مرحلے میں) ذکر کی آواز قمری کے بولنے کی آواز جیسی ہوتی ہے اس عالم کا نور سرخ ہے اور سیر سالک فلک قمر کو پہنچتا ہے اور وہ اہل نجات میں سے ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد سالکین کے کئی درجات ہیں جب ذکر قلبی مکمل اور صاف ہو جاتا ہے (تو اب ذکر) سری بن جاتا ہے اور سالک کا سیر افلاک کو پہنچتا ہے۔ صدائے ذکر سری بھی لوگ سن سکتے ہیں۔ اس کی آواز ایک برتن کے پاس پڑنے والے قدموں کی چاپ جیسی ہوتی ہے۔ اس عالم کا نور زرد ہوتا ہے۔

جب سالک کا سیر افلاک کی انتہاؤں میں پہنچ جاتا ہے ذکر روحی بن جاتا ہے۔ اس کی بھی آواز ہوتی ہے (یہ آواز ایسی سنائی دیتی ہے) جیسے خالی برتن میں دودھ دوہنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ ذکر روحی کی آواز ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس مقام کا نور صاف سفید ہے۔

جب سالک افلاک سے بھی ترقی کر جاتا ہے اور عالم جبروت کے شروع میں پہنچ جاتا ہے تو ذکر خفی بن جاتا ہے۔ اس ذکر کی بھی آواز ہوتی ہے جیسے کھینچے ہوئے ریشمی دھاگے پر مکھی یا کسی چیز کو

آہستہ اس پر رکھنے سے پیدا ہونے والی آواز یا جس طرح زم اور لطیف آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح ذکر خفی کی آواز ہوتی ہے۔ اس حقیر نے ذکر سری اور ذکر خفی کی آواز حضرت نوربخشؒ کے دل مبارک سے سنی ہے اور خود بھی اسی پر پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ اس عالم کا نور سیاہ ہوتا ہے۔

یہاں پہنچ کر سالک انوار الٰہی اور نورالانوار حقیقی کی چمک میں ذرہ وار جذب ہو جاتا ہے۔ محبت الٰہی کے افراط کی وجہ سے سالک خود کو بھی نہیں پاتا۔ اس وقت ذاکر اور ذکر عین مذکور بن جاتا ہے۔ اس مقام میں ذکر خفی ذکر غیب الغیوب کہلاتا ہے۔ یہ نایاب ذکر اصل مطلوب ہوتا ہے۔

اس عالم کا نور بے رنگ ہوتا ہے۔ یہ ایسا نور ہے جو لطیفہ قالبیہ، لطیفہ نفسیہ اور لطیفہ خفیہ کے مراتب پر چمکتا ہے اور ان مراتب میں سے ہر مرتبہ اسی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ یہاں سے سالک غیب مطلق میں پہنچ جاتا ہے تمام رنگ اپنی اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کا کوئی رنگ ظاہر نہیں ہوتا اور یہ عالم بے رنگ و بے بو ہوتا ہے۔

باب سوم۔ عوالم کلیہ اور حضرات خمسہ

جان لو عالم کل پانچ ہیں۔

اول عالم فلک، دوم عالم ملکوت، سوم عالم جبروت، چہارم عالم لاہوت اور پنجم عالم ناسوت۔

اول عالم فلک:

عالم فلک انسان کامل کا عالم (یہی دنیا) ہے۔ یہ عالم مرکز زمیں سے عرش تک ہے۔

دوم عالم ملکوت:

عالم ملکوت عالم فلک کی روحانیت کو کہتے ہیں اور یہ روحانیت وہ ہیں فلک قمر سے اوپر (کی روحانیت) کو ملکوت علوی (یا ملکوت اعلیٰ) کہتے ہیں اور فلک قمر سے نیچے عالم (کی روحانیت) کو ملکوت سفلی (یا ملکوت اسفل) کہتے ہیں۔

جان لو کہ حکما بالائے عرش کو لاخلا اور لاملا سے تعبیر کرتے ہیں۔ پس جان لو کہ عرش کے اوپر کوئی وجود ہے۔ اس لحاظ سے لاخلا ہے اور اگر وجود نہیں ہے اس اعتبار سے لاملا ہے (واضح رہے کہ) عرش کے اوپر موجود اجسام لطیف محض ہوتے ہیں۔

سوم عالم جبروت:

عالم جبروت سے علم الٰہی عبارت ہے۔ وہ اس طرح کہ کائنات کی تمام لطیف وکثیف موجودات اور ان کی صورتوں کو علم الٰہی نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ علم اپنی تمام شاخوں کا احاطہ کرتا ہے جس طرح آدمی اپنی دو انگلیوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسی طرح کائنات کے ذرے ذرے اور ان کی صورتوں کو اللہ تعالیٰ کے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے اور کوئی ذرہ اس سے باہر نہیں۔ کائنات کے ذرے ذرے اور ان کو صورتوں کی اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ اعیان ثابتہ اشیاء ہونے کے اعتبار سے اور ثابت ہونے کے لحاظ سے دائمی یعنی قدیم ہیں لیکن معنی کے لحاظ سے اور اوصاف کے اعتبار سے حادث ہیں۔

چہارم عالم لاہوت:

عالم لاہوت کے لئے باقی عالموں کا ظہور نہیں ہے۔ جب باقی عالموں سے منقطع ہو جاتا ہے تو ھویت کے اعتبار سے سب کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ ھویت میں کسی بھی چیز یا شے کا کوئی وجود نہیں ہوتا اور ھویت غیب کے لئے کسی چیز کے بغیر کبھی بھی ظہور نہیں نہ کبھی ظہور ہوگا۔ کان اللہ و لم یکن معہ شیء (اللہ تعالیٰ موجود تھا اس کے سوا کوئی نہ تھا) اور و ھوالان کما کان (وہ ایسا ہے جیسا پہلے تھا اسی معنی سے عبارت ہے)۔

پنجم عالم ناسوت

عالم ناسوت کو انسان کامل بھی کہتے ہیں اور انسان کامل وہ

باقی صفحہ 38 پر

سفرنامہ

ایران کا مطالعاتی دورہ

(دوم وآخری قسط)

احسان علی دانش

سمنان میں مومن آباد کے بزرگ حضرت محمود مزدقانیؒ اور صوفی آباد کے حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے آستانوں سے فیض و برکات حاصل کرنے کے بعد ہمارا مختصر کارواں مولانا محسن علی ساقی کی قیادت میں سمنان سے تہران کی جانب بڑھنے لگا۔ سمنان سے تہران کی طرف کشادہ اور چمکدار ہائی وے پر ہماری کار ۱۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ ہمارے دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نمودار ہوتیں اور غائب ہوتی تھیں۔ اب کی بار ہماری منزل غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کا مرقد مبارک تھی جو کہ تہران شہر سے بذریعہ کار ۱۵ منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہم جدید ترین تہران کے رے سے گزرتے ہوئے شہر زیبا پہنچے جو رے سے ذرا بلندی پر واقع ہے۔ شہر زیبا کے ساتھ ہی پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے اور پہاڑوں کے درمیان ایک نالہ نکلتا ہے اس نالے کو سلقان کہتے ہیں۔ شہر زیبا سے شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مرقد مبارک تک جانے والی شاہراہ کو بھی جدید انداز سے تعمیر کرایا گیا ہے۔ زیبا شہر کے گزرتے ہی سائن بورڈ پر یہ تحریر نظر آئی "آرام گاہ حضرت امیر سید محمد نوربخشؒ" مزید آگے نکلے تو ایک بینر پر لکھا نظر آیا" غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ کا آستانہ عالیہ" ہم جب قریب پہنچے تو ایک اور بورڈ پر یہ تحریر رقم تھی "سید العارفین حضرت سید محمد نوربخشؒ کا آستانہ عالیہ"۔ ہم اس نالے کے بائیں جانب سے نالے کے اندر بڑھ رہے تھے کہ یکایک ہمارے رہنما ساتھی مولانا یونس نے ڈرائیور سے فارسی میں کہا گاڑی روکو یہیں سے آستانے کا نظارہ کیا جاسکتا ہے پہلی نظر میں سنہرا گنبد ہماری بیتاب نظروں کے لئے قرار کا باعث بنا جو ندی کے اس پار گاؤں کے وسط میں چمک رہا تھا ہم نے سڑک ہی سے سنہرے گنبد کی فلم بندی شروع کی اس منظر کو ہم لفظوں میں بیان نہیں کرسکتے۔ ہماری خوشی کی انتہا یہ تھی کہ ہماری سب سے بڑی تمنا پوری ہورہی تھی۔ خدا کے اس بیش بہا انعام پر ہمیں اپنے آپ پر یقین نہیں آرہا تھا ہم دوبارہ گاڑی میں بیٹھے ندی کا پل پار کرکے مرقد مقدس کے دروازے تک پہنچ گئے۔ ابھی ہم آستانے کے صدر دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے آستانے کے چوکھٹ پر موجود ایک خاتون وارفتگی کے ساتھ ہمارے استقبال کے لئے یوں کھڑی ہوگئی جیسے ہمارے پہنچنے کی اطلاع پہلے سے ہی ہو۔ وہ خاتون دوری سے فارسی زبان میں پکارنے لگی بلتستانی مہمان پہنچ گئے۔ بلتستانی مہمان پہنچ گئے۔ ہم نے انہیں سلام کیا مولانا یونس صاحب کہنے لگے کہ دانش بھائی یہ وہ خاتون ہے

حرم کے بالکل وسط میں شاہ سید محمد نوربخشؒ کا مرقد تھا جس کی لوح کو سبز کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا جبکہ عطر اگربتی اور پھولوں سے عنبر فشانی ہورہی تھی۔ مرقد کی اونچائی تقریباً ۳۰ فٹ تھی۔ اس مرقد سے متصل اسی اونچائی میں ایک بڑا عکس تھا نذرونیاز ڈالتے تھے۔

جو برس ہا برس سے اس زیارت کے خادمہ کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہے اور آنے والے تمام زائرین کی خدمت کو عبادت سمجھتی ہے۔ خاتون نے ہمارے لئے چائے کھانے کا فوری بندوبست کیا کھانا کھانے کے دوران میں نے خاتون سے چند باتیں اپنے کیمرے میں ریکارڈ کرنے کی درخواست کی انہوں نے درخواست قبول فرمائی۔ خاتون ہمارے کیمرے کے سامنے کہنے لگی، جی میرا نام فرزانہ ہے۔ اور ہمارا پورا قبیلہ حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مرید اور پیروکار ہیں۔ہم نوربخشی کہلاتے ہیں ۔ خدا نے مجھے توفیق عطا کی کہ پچھلے ستائیس سالوں سے اس زیارت پر زائرین کی خدمت میں سرشار ہوں مجھے بلتستان کے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ بلتستان میں بھی حضرت امیر کے پیروکاروں کی اچھی خاصی تعداد ہے اور سال میں کئی ایک زائر بلتستان سے چل کر سولقان تک پہنچ جاتے ہیں ۔بلتستان کے لوگوں کی امیر کے ساتھ عقیدت دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے میں اس کیمرے کی وساطت سے بلتستان میں موجود تمام نوربخشی برادری کو سلام پیش کرتی ہوں۔ بلتستان سے جو بھی عقیدت مند امیر کے روضہ پر حاضری کے لئے پر آنا چاہیں آجائیں میں آپ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہم نے روضہ سے متصل ''بہداشتی'' واش روم میں وضو کیا اور جوتی سنبھالنے والوں کے پاس جوتیاں رکھیں اور حرم میں داخل ہوگئے۔ حرم کے بالکل وسط میں شاہ سید محمد نوربخشؒ کا مرقد تھا جس کی لوح کو سبز کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا جبکہ عطر اگربتی اور پھولوں سے عنبر فشانی ہو رہی تھی۔ مرقد کی اونچائی تقریباً ۳۰ فٹ تھی۔ اس مرقد سے متصل اسی اونچائی میں ایک بڑا بکس تھا نذر و نیاز ڈالتے تھے۔ خادمہ فرزانہ بی بی کہنے لگی کہ یہ بکس حکومت ایران کی طرف سے نصب ہے۔ اور ہر پندرہ دنوں کے بعد اس کو خالی کیا جاتا ہے نذر و نیاز کے یہ سارے پیسے حکومت ایران کے خزانے میں جاتے ہیں۔ جبکہ اس زیارت کو بنانے کے لئے حکومت نے فنڈز مہیا کئے ہیں۔ فرزانہ کہتی ہے کہ انقلاب ایران کے بعد حضرت آیت اللہ خمینی نے خصوصی ہدایت فرمائی کہ شاہ سید محمد نوربخش کے آستانے کو شایان شان انداز سے بنایا جائے۔ اور موجودہ رہبر آیت اللہ خامنہ ای کی زیر نگرانی اس آستانہ عالیہ کی تکمیل ہوئی۔

حرم کے اندر سب سے پہلے زیارت کی نمازیں ادا کیں، بعد میں شکرانے کی نماز پڑھی اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مرقد کی جالیوں کو پکڑ کر اوراد عصریہ کا ورد شروع کیا۔ دعاؤں سے ہم جیسے ہی فارغ ہوئے ایک ایرانی زائر نے فارسی زبان میں امام عالی مقام شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کی نسبت سے ایک مرثیہ بلند آواز میں پڑھا۔ زبان سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے ہم دیکھتے ہی رہ گئے۔ البتہ حرم میں موجود بھی خواتین و حضرات اس مرثیہ پر گریہ کرنے لگے۔ عصر سے مغرب کے درمیان ہم نے پورے حرم کی فلمبندی کی اور حرم میں موجود تمام تحریروں کو اپنے نوٹ بک میں درج کرنے کی بھی کوشش کی۔ حرم کے مین گیٹ پر لکھا ہوا تھا۔ "حرم الکثیر الانوار سلطان العارفین اورع الفقہاؒ و المجتہدین امیر سید محمد نوربخش"

مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد ہم دنیا کی اس عظیم ہستی کی درگاہ سے شہر قم کی طرف روانہ ہوگئے۔ مگر جب بھی حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کا اسم مبارک سماعت تک آتا ہے۔ یا لبوں سے نکلتا ہے۔ تو ہمارا دل دماغ یا ہماری روح لمحہ بھر میں اڑ کر سولقان پہنچ جاتی ہے۔ اس پاک مرقد کے گرد طواف کرنے لگتی ہے۔

بعد ازاں چھبیس افراد پر مشتمل ہمارا کارواں جس روز رہبر انقلاب آیت اللہ خمینی کے آستانہ پر پہنچا اور امام خمینی کی زیارت سے فیض یاب ہو کر ہم صحن میں گروپ فوٹو گرافی کرنے لگے۔ تو ایک تاجک دوست نے مولانا محسن علی ساقی کی داڑھی سے اندازہ لگایا کہ یہ حضرت اپنی طرح اہلسنت برادری سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ فارسی میں مولانا محسن سے سوال کیا۔ آپ سنی ہیں؟ پھر سوال کیا۔ تو کیا آپ شیعہ ہیں؟ ان دونوں سوالوں کے جوابات جب نفی میں ملے تو تاجک نے سنجیدگی سے پوچھا۔ تو کیا ہیں؟ مولانا نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

باقی صفحہ 39 پر

افکار نو کے پرچم

روزے کی فضیلت

مولانا محمد بشیر تبسم چھور بٹ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے امتوں پر فرض تھے تاکہ تم پرہیزگار (متقی) بن جاؤ۔

روزے کی مقصدیت:

روزے کی مقصدیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا گیا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْهُ○

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل کے تمیز کی روشن نشانیاں ہے مسلمانو تم میں سے جو شخص ماہ رمضان کو پائے اُسے چاہئے کہ وہ ضرور روزے رکھے۔ اس آیات مبارکہ میں روزے رکھنے کا حکم ہر صاحب ایمان کو دیا گیا جو شخص اپنی زندگی میں ماہ مقدس کو پائے۔

> رمضان کا مہینہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل کے تمیز کی روشن نشانیاں ہے مسلمانو تم میں سے جو شخص ماہ رمضان کو پائے اُسے چاہئے کہ وہ ضرور روزے رکھے۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بے شک تمہارا رب ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ہے لیکن روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔" روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک وغیرہ کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں جتنا ہو سکے نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اس مقدس مہینے میں یہ چند شرائط جمیں اپنے اوپر لازم ٹھہرا لینے چاہئیں۔

۱۔ قیام رمضان:

رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح، تسبیح و تہلیل اور کثرت سے ذکر و فکر میں مشغول رہنا۔

۲۔ صیام رمضان:

رمضان المبارک کے دوران اپنے اوپر روزوں کی پابندی کو لازم ٹھہر لینا۔

۳۔ ختم قرآن:

دوران ماہ رمضان المبارک مکمل قرآن پاک کی تلاوت کا معمول، یعنی ہمیشہ تلاوت کرتے رہنا۔

۴۔ شب بیداری:

رمضان المبارک کی راتوں میں عبادات تسبیح و تہلیل اور تلاوت کے لیے کثرت سے جاگنا۔

۵۔ اعتکاف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے ایام پر نسبت اعتکاف

مسجد میں رہنا۔

۶۔ نماز تہجد:

سال کے بقیہ مہینوں کی نسبت رمضان المبارک میں نماز تہجد کی ادائیگی میں زیادہ انہماک اور ذوق وشوق کا مظاہرہ کرنا۔

۷۔ کثرت عبادات:

رمضان المبارک میں عام دنوں کی نسبت کثرت ذکر وفکر مراقبہ اور یاد الٰہی میں مشغول رہنا۔

۸۔ کثرت صدقات وخیرات:

رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا۔

ماہ صیام کے فضائل بے حد اور بے شمار ہیں اور اس کا اخروی اجر اللہ کے ہاں اندازہ و حساب سے باہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ رمضان المبارک کی فضیلت میں ارشاد فرمایا:

" مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. "

ترجمہ: جو کوئی ایمان واحتساب سے رمضان المبارک کے روزے رکھے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اس حدیث کی رو سے رمضان میں ایمان واحتساب کے تقاضوں کی بجا آوری کے ساتھ روزے رکھنا گذشتہ زندگی کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَاُغْلِقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ.

ترجمہ: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ نیز فرمان رسالت ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ زَكوٰةٌ وَزَكوٰةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ

ترجمہ: ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

روزے دار کے حصے میں دو خوشیاں:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقَى رَبَّهٗ.

ترجمہ: روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہے ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

روزے اور قرآن کی شفاعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن مومن کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا" اے میرے رب میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذتوں سے روکا ہے۔ اے میرے رب اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر" اور قرآن کہے گا کہ" میں نے اس کو رات کو سونے سے روکا ہے اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر"۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول کریں گے۔

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن مومن کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذتوں سے روکا ہے۔ اے میرے رب! اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کو سونے سے روکا ہے اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش قبول کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے روزے اچھے طریقے کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین!

بقیہ قارئین کے خطوط

میں نوائے صوفیہ کو شروع ہی سے بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ اسے پڑھ کر دل کو ایک الگ سکون ملتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پاک رسالہ کو مزید ترقی عطا فرمائیں۔ آمین (محمد اسماعیل جاتی کریمی)

افکار نو کے پرچم

ذکر

محمد باقر دلشاد غور سے رائشہ

لفظ ذکر کا لغوی معنی ہے یاد کرنا۔ ذہن میں کسی چیز کو دہرانا، بار بار یاد کرنا اور بھولی ہوئی چیز کو یاد کرنا۔ اسلامی اصطلاح میں ذکر سے مراد خدا کو یاد کرنا، اس سے دعا کرنا اور مدد طلب کرنا، محبت و شفقت سے اس کا نام لینا اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ اس معنی میں نصیحت اور نماز بھی شامل ہے۔ ذکر دو طرح کا ہوتا ہے۔ ذکر خفی اور ذکر جلی۔ ذکر خفی دل میں پوشیدہ طور پر ہوتا ہے۔ جبکہ ذکر جلی اظہار زبان کے ذریعے انفرادی یا اجتماعی طور پر ہوتا ہے۔ کتاب و سنت پر غور کرنے سے ذکر کی تین قسمیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ زبانی ذکر:

زبانی ذکر سے مراد ذکر کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ہے۔ اس ذکر کے عمل اور مقامات و اوقات بہت سے ہیں۔ مثلاً (ا) تلاوت قرآن مجید۔ (ب) نماز سے متعلق ذکر: آیت الکرسی، سبحان اللہ، الحمد للہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، سجدے، رکوع اور قومہ وجلسہ میں ذکر اللہ درود شریف کا ورد کرنا نماز کے بعد کی مختلف دعائیں تہجد، تراویح، اشراق اور چاشت وغیرہ کی نفلی نمازیں۔ نماز وتر میں دعائے قنوت، بیماری اور میت کے لیے دعائیں۔

(ج) صبح شام، دن رات کے مختلف اوقات سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کی دعائیں۔ کھانا کھا کر دعا کرنا، قرض کی دعا، مصیبت کے وقت کی دعا، گھر سے نکلنے اور گھر میں جانے کی دعا وغیرہ۔ (د) سفر کے اذکار۔ (ہ) متفرق اذکار۔

۲۔ عملی ذکر:

عملی ذکر سے مراد یہ کہ وہ اعمال کئے جائیں جن کا خدا اور رسولؐ نے حکم یا اجازت دی ہے۔ اور ان کے منع کردہ کاموں سے باز رہا جائے اس کی وجہ یہ کہ جس طرح زبان کا ذکر یہ کہ اس سے کلمات ذکر ادا کیے جائیں اسی طرح دیگر اعضاء کا ذکر یہ ہے کہ انہیں خدا کے احکام کی اطاعت میں لگایا جائے اور مخالفت سے روکا جائے۔

ذکر کا مقصد یہ ہے کہ زبان میں پاکیزگی پیدا ہو، دل میں سکون اور تسلی جاگزیں ہو، دماغ کو اطمینان ملے اور انسانی روح کو خدا کی بندگی، عاجزی وانکساری اور نیازمندی کا صحیح اور پورا شعور حاصل ہو جائے۔ ذکر روحانی غذا بھی ہے، زبان کی عبادت بھی اور غفلت کا علاج بھی ہے۔ ذکر کو اخلاق کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی میں بڑا دخل ہے۔ جب انسان خدا کی یاد میں محو ہوگا تو تمام پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں گی

۳۔ دل کا ذکر:

دل کا ذکر خدا کی ذات و صفات میں غور و فکر اور اسلام اور اہل اسلام کی بھلائی سوچنا، نیت کو پاک صاف کرنا، خلوص پیدا کرنا، ریاکاری تکبر اور حسد وغیرہ سے دل کو بچانا۔ یہ سب دل کے ذکر میں

شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت بیان فرمائی ہے:

یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ ترجمہ: وہ تخلیق کائنات (اس کے مقصد، ابتدا و انتہا) پر گہرا غور و خوض کرتے ہیں۔

ذکر کی اہمیت و فضیلت:

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ وہی ایک ذات ایسی ہے جو اس کائنات کی خالق و مالک اور مختار مطلق ہے۔ عبادت اور پرستش کے لائق صرف اسی کی ذات ہے اور وہی ہستی اس قابل ہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے جب انسان اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے گویا وہ سرگوشی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور وہ یقین رکھتا ہے کہ اسی کے قبضہ قدرت میں تمام اختیارات ہیں۔ وہ نفع و نقصان کا مالک ہے اور وہی ہماری دعائیں اور فریادیں سننے والا ہے وہی مصیبتیں اور پریشانیاں دور کرنے والا ہے۔

ذکر کا مقصد یہ ہے کہ زبان میں پاکیزگی پیدا ہو، دل میں سکون اور تسلی جاگزیں ہو، دماغ کو اطمینان ملے اور انسانی روح کو خدا کی بندگی، عاجزی و انکساری اور نیازمندی کا صحیح اور پورا شعور حاصل ہو جائے۔ ذکر روحانی غذا بھی ہے، زبان کی عبادت بھی اور غفلت کا علاج بھی ہے۔ ذکر کو اخلاق کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی میں بڑا دخل ہے۔ جب انسان خدا کی یاد میں محو ہوگا۔ تو تمام پریشانیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ اور پھر یہ تمام مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوگا تو وہ اس حالت میں ظلم، گناہ اور برائی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ ظلم اور گناہ میں وہی شخص مبتلا ہو سکتا ہے جو خدا اور اس کے ذکر کو فراموش کر دے۔ گویا اس طرح بندے کا تعلق اپنے خالق سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر وہ مختلف برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور پریشانیاں اور مصیبتیں اسے گھیر لیتی ہیں۔

جو دم غافل سو دم کافر:

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا یہ نظریہ رہا ہے کہ جو دم غافل سو دم کافر یعنی جو لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں گزر جائے وہ ضائع ہوگیا۔ بلکہ اسے کفر سے تعبیر کرتے ہیں۔ کفر کے معنی انکار کے علاوہ ناشکری کے بھی ہیں۔ یہ بات بلاشبہ حقائق کے اعتبار سے بھی درست ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر اس قدر نعمتیں ہیں کہ ہم ان کا شمار بھی نہیں کر سکتے زندگی، صحت، جوانی و توانائی، مال و متاع، اسباب زیبائش، خوراک و ثمرات، پانی، ہوا، اور ایسی بے شمار نعمتوں سے ہم ہمہ وقت مستفید ہو رہے ہیں۔ اور ان کے سہارے جی رہے ہیں۔ ذرا ہوا کو لیجیے کہ اس کے بغیر ہم چند لمحے بھی زندہ نہیں رہ سکتے اس لیے ان بے انتہا نعمتوں کا تقاضا یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ہر دم شکر بجالائیں اور ذکر دراصل اظہار شکر ہی ہے جب ہم ہر لمحہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تو اس کا شکر اور ذکر بھی ہر لمحہ ہونا چاہیے اور پھر سب سے بڑی نعمت ایمان و ہدایت کی ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے ہمیں عنایت فرمائی ہے اس لیے ہمیں مسلسل اس کا شکر و ذکر کرتے رہنا چاہیے جیسا کہ آیات کریمہ سے واضح ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ۔ (الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: (اے نبیؐ!) اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کرو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ اور زبان سے بھی ہلکی آواز کے ساتھ، تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

دل کا ذکر خدا کی ذات وصفات میں غور و فکر اور اسلام اور اہلِ اسلام کی بھلائی سوچنا، نیت کو پاک صاف کرنا، خلوص پیدا کرنا، ریاکاری تکبر اور حسد وغیرہ سے دل کو بچانا۔ یہ سب دل کے ذکر میں شامل ہیں۔

سائنس کی دنیا

مراقبہ اور جدید دنیا

ترجمہ: جی ایم موسیٰ علی

مراقبہ ارتکاز توجہ اور قوت خیال کو ایک جگہ مجتمع کرنے کا نام ہے آپ اسے مختصراً یکسوئی سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اسلام میں کئی روز تک مسلسل اپنی تمام تر توجہ و قوت خیال کو اللہ کی ذات پر مجتمع کرکے ذکر و فکر میں مشغول ہونے کو اعتکاف کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے غار حرا میں چالیس چالیس دن تک مسلسل عبادات اور ذکر الٰہی کے ذریعے یک سوئی سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں مشغول رہتے تھے اور اسلام کا پورے عالم میں پھیلنا اسی عمل کا نتیجہ ہے ایک ساعت کے غور و فکر کو کئی برسوں کی بے ریا عبادت سے بہتر کہا گیا ہے۔ اسلامی زندگی میں صوفیا کرام نے حقیقت ذات اور سکون قلب کے حصول کے لیے اعتکاف کیا اور کر رہے ہیں۔

مراقبہ کا لفظ سنتے ہی انسانی ذہن میں مذہبی پیشواؤں کا خیال آتا ہے لیکن موجودہ دور میں اس کا اطلاق بہت وسیع ہو چکا ہے۔ یورپ اور یورپی زندگی مادی ترقیوں کے بحران سے بے سکونی کا زہر چکھ چکی ہے۔ مادی زندگی کے عروج کے بعد اب لوگ سکون کی تلاش میں روحانی زندگی کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ اس ضمن میں یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں مراقبہ کے خصوصی مراکز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں پریشان حال لوگوں سے چند ڈالر اور پونڈز کے بدلے کچھ قطرے آنسو کے چند جھوٹے آہوں کے اور مختلف الفاظ کی تکرار سے آنکھوں کو بند کروا کے وجود کو ڈھیلا ڈھالا چھڑوا کے حاصل کیے جاتے ہیں۔ امریکہ میں کئی یونیورسٹیوں میں اس عمل پر تحقیق کے لیے علیحدہ شعبے قائم کیے گئے ہیں انہی اداروں میں کیے گئے حالیہ ایک

ریسرچ کے مطابق عام آدمی کی نسبت مراقبہ واعتکاف میں مشغول لوگوں میں بیماریوں کے خلاف قدرتی مدافعت حیران کن حد تک زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی بیماریوں سے لڑنے کی صلاحیت زیادہ پائی گئی۔ نماز بھی ایک مراقبہ ہے خصوع و خشوع ذکر اللہ میں دھیان تخلیق الٰہیہ پر غور مراقبہ ہے گویا اسلام کی مکمل زندگی مراقبہ اور سکون کا دوسرا نام ہے۔

مراقبہ انسان میں تروتازگی اور توانائی سے بھرپور ہونے کا احساس پیدا کرتا ہے۔ مراقبے کے ماہرین حیران کن حد تک کامیابیوں سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ وہ چند لمحوں میں تناؤ اور کھنچاؤ سے نجات حاصل کرتے ہیں ان تندرست ہونے کے احساسات کو پالیتے ہیں جس سے زندگی کا دورانیہ سکون سے گزر سکتا ہے۔ مراقبے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ پُرسکون دماغ انسان کی جسمانی اور جذباتی صحت کو قائم رکھتا ہے ماہرین کے خیال میں مراقبے کے ساتھ چند دوسرے عوامل کو شامل کر کے جسم کے عوارض، قوت باہ، کھانے میں بے قاعدگی، پیشاب کی نالی میں انفیکشن، کولیسٹرول کی زیادتی، نشے کی عادت، ذہنی دباؤ اور کینسر جیسے موذی امراض سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں آج کل بہت سے معالج مریضوں کو مراقبے کی طرف راغب کر رہے ہیں جس سے مریض آسانی سے درد و تکلیف پر قابو پالیتے ہیں اور زخم مندمل ہونے کی رفتار قدرے تیز تر ہوجاتی ہے۔ تندرستی قائم رکھنے کے لیے اچھے خون کی ضرورت ہوتی ہے جو آکسیجن اور دوسرے اجزائے لمو کو بیمار خلیوں تک پہنچاتا ہے۔ بیماری، زخم، خوف، پریشانی، ذہنی دباؤ اور غصے کی کیفیات میں خون کی نالیاں بند ہوجاتی ہے اور عضلات میں کھنچاؤ آجاتا ہے۔ مریض درد اور

آرام کے چکر میں پھنس جاتا ہے۔ جو اسے خوف کی طرف لے جاتا ہے مراقبے کا عمل اس درد اور بے چینی کے چکر کو ختم کرتا ہے اور مریض آرام محسوس کرتا ہے اور اس کی قوت مدافعت جسم کی مرمت شروع کر دیتی ہے۔ نیز دوسرے نفسانی عوارض بھی باقاعدگی سے مراقبہ کرنے سے انسان میں ذہنی شعور زیادہ پیدا ہو جاتا ہے جسمانی طاقت بڑھا دیتا ہے۔ یعنی مراقبہ کام کرنے کے ارادے اور عمل کو بڑھا دیتا ہے۔ جب آپ فطرت کے بالکل قریب ہو جاتے ہیں تو اس سے آپ کو ایک خاص خوشی ملتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی سکون بھی میسر آتا ہے۔ مراقبے کو دماغ اور جسم کا رابطہ کہہ سکتے ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کو صحت مند رکھنے کے لیے مراقبے کے عمل کو بہت مفید پایا گیا اسی کے ذریعے لوگ اپنی بیماری دور کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ امریکا میں لوگوں کو کوئی دوا استعمال کرنے سے قبل مراقبے کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ امریکا کے ہی ایک بڑے اسپتال میں تقریباً نو ہزار مریضوں کو جن میں ایڈز سے لے کر اولاد سے محرومی کے عوارض تک کے مریض شامل ہوئے ہیں کو علاج کے لیے مراقبے کے عمل سے گزارا جاتا ہے۔ جو لوگ برسوں سے مراقبے سے شغل رکھتے ہیں ان کے جسم میں ڈی ایچ ای اے ہارمون (جو عمر کے ساتھ ساتھ جسم میں کم ہو جاتے ہیں) عام آدمی کے نسبت بہت زیادہ پائے گئے۔ مراقبہ کرنے والے لوگ بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور دل کے امراض سے دور رہتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ مکمل توجہ سے مراقبہ کیا جائے تو بے چینی شدید خوف کا احساس اور کھلی جگہ کا خوف جیسی علامات کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

ماہرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی ذہنی دباؤ کا شکار ہو جائے اور کوئی فیصلہ کرنے کے قابل نہ رہے تو مراقبہ کرنے سے دونوں حالتوں سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ مراقبے کی طاقت ذہنی دباؤ کے مریضوں کو ٹھیک کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے یہ طاقت بھی سائنسی اصولوں پر مبنی ہے جب بھی آپ کو ناگہانی تکلیف یا حادثے کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ کا دماغ فوا ایڈرینال گلینڈز کو ہارمون مہیا کرنے کا اشارہ دے دیتا ہے جس سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، سانس پھول جاتا ہے یا تیز ہو جاتا ہے، عضلات میں کھچاؤ آجاتا ہے، خون کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے اور آپ پسینے میں شرابور ہو جاتے ہیں پھر دماغی آرام سے اعصاب کو آرام ملتا ہے۔

مراقبے سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جنھیں فائدہ اٹھانے کی خواہش ہوتی ہے یہ عمل کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا آسان اور قابل عمل فعل ہے اس میں دواؤں کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ اس کے مابعد اثرات ہیں ہر شخص مراقبہ کر سکتا ہے اور نماز مراقبے کی بہترین ابتدائی شکل ہے۔ مراقبے سے انسان کے خیالات ایک مرکز یعنی اللہ ذات واجب الوجود پر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ مسائل کو حل کرنے کی قوت عود کر آتی ہے اور بُرے حالات میں انسان پر سکون رہتا ہے یہی مراقبے کا مقصد اور مفہوم ہے۔

بقیہ رسالہ نوربخشیہ

مظہر ہے جو تمام تجلیات الٰہی سے متجلی اور تمام اخلاق خداوندی سے متخلق (آراستہ) ہوتا ہے۔ یہ ایک جامعیت ہے اور تمام اسماء اور صفات اس میں سما سکتی ہیں اور اس کی حقیقت وہاں بے تعین ہوتی ہے اور کسی چیز میں یہ حقیقت سما نہیں سکتی کیونکہ اس کا مظہر مظہر حق ہے اگرچہ وہ اس خاکی دنیا میں ہے جو عالم عناصر (اربعہ یعنی مٹی، پانی، ہوا اور آگ) اور موالید ثلاثہ (جمادات، نباتات اور حیوانات) سے عبارت ہے۔ باقی وہ لوگ رائی کے دانے کی مانند بلکہ اس سے بھی حقیر تر ہے جنھیں انسان کامل کا مرتبہ حاصل نہیں اور جو اس گروہ کو نہیں پہچانتے انہیں انسان نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت ناسوت کی حقیقت ایسے انسان کے صفات سے متصف ہونا ہے۔ باقی بنی آدم جنھیں تم انسان کہتے ہو، کامل ہیں نہ ہی وہ انسان ہیں بلکہ عالم موالید میں داخل حیوان ہیں۔ اولئک کالانعام بل هم اضل یہ حیوان ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔

بقیہ ایران کا مطالعاتی دورہ

ہم صوفی ہیں۔ ہم صوفیہ نوربخشیہ کہلاتے ہیں۔ اس جواب پر تاجک دوست مولانا سے بغلگیر ہوگئے اور فارسی میں کہنے لگے میں بھی صوفی ہوں۔ ہمارا پورا خاندان صوفی ہے بلکہ ہمارے ملک میں اکثریت صوفیوں کی ہے۔ ہمارا سلسلہ بھی امیر کبیر سید علی ہمدانی ؒ کا ہے۔ شاہ ہمدان کا مبارک نام سنتے ہی ہم ایکبار پھر بغلگیر ہوگئے۔ ہم دونوں نے ایک زبان ہوکر کہا۔ شاہ ہمدانؒ نے تو ہمیں مسلمان بنایا ہے۔ وہ تو ہمارے محسن ہیں۔ وہ سلسلۃ الذہب کے عالی مرتبت والے پیر ہیں۔ ابھی ہم مسلسل سفر کی توقف کے بول رہے تھے۔ اس نے جیب سے ایک تاجک نوٹ نکال کر دکھایا۔ اور پوچھا۔ کیا تم اس امیر کبیر کی بات کر رہے ہو؟ نوٹ پر جیسے ہی شاہ ہمدان کی تصویر نظر آئی۔ ہم نے اس نوٹ کو چوما۔ اور آنکھوں سے لگایا۔ دیوانگی کی حد تک ہماری محبت و عقیدت کو دیکھ کر تاجک دوست دم بخود ہوگیا۔ ہم نے اس تاجک سے وہ دس کا نوٹ ایرانی ساڑھے تین ہزار ثمن دیکر خرید لیا (نوائے صوفیہ کے سویں شمارے کے پس ورق پر تاجک نوٹ صوبی کا عکس موجود ہے)۔ اور اس کو قم کی المصطفیٰ یونیورسٹی میں اپنے کمرے کا نمبر بھی دے دیا۔ رات کو تشریف لائیں ہم مزید بات چیت کریں گے۔ بات چیت میں پتہ چلا حضرت کولاب میں شاہ ہمدانؒ کے روضہ کے مجاور اور اس وقت کے پیر نورالدین کے صاحبزادے تھے۔ پیر نورالدین کے صاحبزادے نے کہا کہ شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس میرے والد بزرگوار کی نگرانی میں منعقد ہوتا ہے۔ عرس میں وسطی ایشیاء کے سارے اسلامی ممالک سے مندوبین حاضر ہوتے ہیں۔ کبھی کبھار وسطی ایشیاء سے باہر برصغیر سے بھی لوگ آتے ہیں۔ انشاء اللہ اس سال ستمبر میں بلتستان سے آپ لوگوں کی بھی دعوت دیں گے۔ ہمیں ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ بلتستان میں بھی شاہ ہمدانؒ کے مریدین بستے ہیں۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ہماری محفل برخاست ہوگئی۔

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ فاقہ تنگدستی

برتن کو صاف نہ کرنا ۱۳) بزرگوں کے آگے چلنا ۱۴) اولاد کو گالی دینا ۱۵) مغرب کے بعد سونا ۱۶) بیت الخلا میں باتیں کرنا ۱۷) نہانے کی جگہ پیشاب کرنا ۱۸) حوض یا غسل والی جگہ پیشاب کرنا ۱۹) بغیر بسم اللہ کھانا ۲۰) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا ۲۱) دروازے پر بیٹھنے کی عادت کرنا ۲۲) کھڑے ہوکر نہانا ۲۳) شکستہ کنگھی استعمال کرنا ۲۴) گانے بجانے میں دل لگانا ۲۵) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ۲۶) بیت الخلا میں تھوکنا اور ۲۷) جھوٹ بولنا۔

(عبدالرحمن خان، دانیال موسیٰ خان کراچی)

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

بقیہ دنیائے تصوف کی خبریں

علی احمد قمر کے چوتھے شعری مجموعے کی تقریب رونمائی

نوائے صوفیہ کے مستقل لکھاری اور پرجوش حامی سابق پریزینٹیشن چیف پی۔ٹی۔وی اسلام آباد کے چوتھے شعری مجموعے ''لوح'' کی تقریب رونمائی گزشتہ دنوں اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے چیئرمین اور معروف شاعر جناب افتخار عارف نے کی۔ افتخار عارف نے صدارتی کلمات میں کہا کہ مرکزی دھارے سے دور رہ کر علی احمد قمر نے جس طرح اردو غزل میں بدلتے ہوئے رویوں کی پاسداری کی ہے، وہ ان کی شاعری کا مستحسن فکری نکتۂ نظر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے ہاں مثبت انسانی رویوں اور اعلیٰ اقدار کی بھرپور ترجمانی ملتی ہے جو ان کے حساس دل کی آئینہ دار ہے۔ نوائے صوفیہ اس اہم ادبی کارنامے پر جناب علی احمد قمر کو ہدیۂ تحسین پیش کرتا ہے۔

(ادارہ)

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

غنچہ ہائے نو شگفتہ

بچوں کا نوائے صوفیہ

ظفر علی آخوند

اقوال و حکایات

پیارے بچو! ایسوپ نے اپنی حکایتوں کے ذریعے ایسے نکتے بیان کیے ہیں جو سونے کے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ نکتے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی اچھوتی مثال قرار دیے جا سکتے ہیں۔ دانائی کے ان موتیوں کو ایسوپ کے اقوال کی شکل میں یہاں پر یکجا کیا گیا ہے۔

- دانا وہ ہے کہ جو اپنے تجربے کے بجائے دوسروں کے تجربے سے سیکھتا ہے۔
- مشکل وقت میں طاقتور ترین کو کمزور ترین کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ (شیر اور چوہا)
- زبردست کو بہانہ بھی مل جاتا ہے۔ (بھیڑیا اور میمنا)
- زخموں کو معاف کیا جا سکتا ہے لیکن بھلایا نہیں جا سکتا۔
- ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ (پیاسا کوا)
- کاٹھ کی ہنڈیا بار بار چولہے پر نہیں چڑھتی۔ (بلی اور چوہے)
- دشمن کو کمزور سمجھنا سب سے بڑی بیوقوفی ہے۔ (چیونٹیوں کی فتح)
- دور رہ کر بہادری دکھانا بہت آسان ہے۔
- تحریک اکثر طاقت سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔
- اتفاق میں برکت اور نفاق میں ذلت ہے۔ (بیل اور شیر)
- ہم چھوٹے چوروں کو پھانسی دیتے ہیں اور بڑے چوروں کو مناصب پر بٹھا دیتے ہیں۔
- کیا شاندار سر ہے لیکن دماغ نہیں۔ (ہرن کا دماغ)
- اپنی صلاحیت کو پہچانو، انسان ہر کام میں اول نہیں ہو سکتا۔
- کفایت شعاری یہ ہے اپنے کل کے لیے آج ہی سے تیاری کرو۔ (چیونٹی اور جھینگر)
- دوسروں کی طرف مت دیکھو، اپنے پاس جو کچھ ہے اس پر دھیان دو۔ (لالچی کتا)
- ہم دشمن کو اپنی تباہی کا موقع خود دیتے ہیں۔ (تیر اور عقاب)
- بے تکلفی تکلیف کو جنم دیتی ہے۔
- حد سے زیادہ خود اعتمادی بربادی کو جنم دیتی ہے۔
- ساری جاتی دیکھیے تو آدھی دیجیے بانٹ۔ (بندر اور بلیاں)
- مستقل مزاجی کامیابی کی کنجی ہے۔ (کچھوا اور خرگوش)
- نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی چاہے کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ (زخمی شیر)
- ہر چیز ہر ایک کے لیے ایک جیسی نہیں۔ (بھوکا مرغا)

ظفر علی آخوند

❀☆❀☆❀

فاقہ تنگدستی اور بیماری کے اسباب

پیارے بچو! یہ چیزیں فاقہ تنگدستی اور بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ ان چیزوں سے بچ کے رہیں۔

۱) مہمان کو حقارت سے دیکھنا ۲) کھڑے ہو کر کھانا ۳) ننگے سر کھانا ۴) نماز قضا کرنا ۵) نامحرم عورت کو دیکھنا ۶) صبح کے وقت سونا ۷) ننگے سر بیت الخلا میں جانا ۸) اہل و عیال سے لڑتے رہنا ۹) فقیر کو جھڑکنا ۱۰) قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا ۱۱) جوتے پہن کر کھانا ۱۲) کھانے کے

باقی صفحہ 39 پر

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت سائلین کے مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ اس دفعہ جناب محترم م ش کوروی صاحب کی طرف سے چند سوالات آئے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی تاکیدی سے فرمائش کی ہے کہ استفادہ عوام کی خاطر ان سوالات کے جوابات شائع کیے جائیں۔ چنانچہ اس دفعہ انہی کے بنائے گئے سوالات کے جوابات شائع کیے گئے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات و جوابات:

سوال نمبر 1. نماز جیسی امر عبادت دن کے وقت سرّی اور رات کے وقت جہری کیوں؟

جواب نمبر 1. بسم اللہ الرحمن الرحیم ० شریعت محمدیہ نے جن نمازوں کو سرّی قرار دیا ہے وہ تا قیامت سری نماز کہلائے گی اس میں کسی بندے کو چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ ظہرین کی نمازیں سرّی نمازیں ہیں۔ یہ دن کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ دن کے وقت سرّا پڑھی جانے والی نمازوں کو اگر کوئی نماز گزار جان بوجھ کر جہراً پڑھے تو وہ نماز باطل ٹھہرے گی۔ اگر سہواً جہراً سرزد ہو سجدۂ سہو کے ذریعے سنے کی تلافی کی جاتی ہے۔ مغربین اور صبح کی نمازیں جہری نمازیں ہیں۔ یہ رات کے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ البتہ نماز صبح کا ابتدائی حصہ قدرے تاریکی میں روا ہو جاتا ہے اس کا درمیانی اور آخری حصہ دن کے قریب تر ہوتا ہے۔ بہر حال دن کے وقت سری اور رات کے وقت جہری کی حکمت عملی کا کھوج لگانے کے ہم مکلف نہیں ہیں ہم حکم شریعت کے تابع ہیں۔

سوال نمبر 2. کیا نماز ہائے زیارت، ہدیہ رسولؐ اور اعمال عاشورا کو بدعت کے زمرے میں نہیں گنا جائے گا؟

جواب نمبر 2. بسم اللہ الرحمن الرحیم ० نماز زیارت دراصل نماز فدیہ میت ہی ہے۔ پیغمبر رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے ایام وفات کے مواقع میں جو نماز ہائے زیارت پڑھی جاتی ہیں وہ دراصل نماز فدیۂ میت ہی ہیں۔ تاہم ان حضرات کے بلند مراتب اور شان رفیع کی بناء پر مذہبی اصطلاح میں نماز زیارت کا استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ نماز فدیۂ میت کا استعمال ان کی شایان شان ہرگز نہیں وہ زندگی جاوید ہستیاں ہیں۔ نماز ہدیہ رسولؐ اور نماز ہدیۂ آئمہ ہداہ دراصل اہل ایمان کی طرف سے ان عظیم ہستیوں کے لیے ایک قسم کا ہدیہ تبریک پیش کرنے اور اپنے لیے وسیلہ نجات اختیار کرنے کی صورتیں ہیں۔ نماز کی ادائیگی کی صورت میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ گویا نوافل کا میدان بڑی وسعت کا حامل ہے۔ اس سے بدعت کا کوئی شائبہ نہیں بلکہ عین مطابق شرع ہیں۔ اعمال عاشورا میں ہمارے بزرگان دین نے آٹھ رکعت نماز ہائے زیارت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ بھی برسی کے مواقع پر پڑھی جانے والی نماز فدیۂ میت کی شکل ہے جو آج نماز زیارت کے نام سے پڑھی جاتی ہیں۔ دیگر اعمال عزاداری اگر شریعت محمدیہ کے عین مطابق ہوں تو وہ بدعت سے یکسر پاک ہیں۔ اگر ان وہ غیر شرعی رسومات کی آمیزش ہو تو وہ یقیناً بدعت کے زمرے میں

آسکتی ہیں لہذا حق کا انجام سب کے سامنے ہے۔

سوال نمبر 3. عہدیدار خواہ سرکاری ہوں، نجی ادارے کے ہوں یا عوامی وہ اگر اپنے فرائض ادا نہ کریں تو قیامت کے دن باز پرس ہوگی؟

جواب نمبر 3. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جی ہاں! اپنے فرائض منصبی ادا نہ کرنے والے عہدیداراں کا بروز قیامت شدید محاسبہ ہوگا اور وہ متوجب سزا قرار پائیں گے۔ خواہ سرکاری ہوں یا غیر سرکاری۔

سوال نمبر 4. اپنے کو بے گناہ جان کر دوسروں میں عیب تلاش کر کے عیبوں کو اشتہار کرنا کیسا عمل ہے؟

جواب نمبر 4. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ اس قسم کا رجحان قابل مذمت ہے۔ قرآن مجید میں ایسے عناصر کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ٥

لہذا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے وہ اس قسم کے مذموم رجحان رکھنے سے یکسر کنارہ کش رہے۔ ایسے عناصر کے بارے میں کسی نے اچھی تصویر کشی کی ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

سوال نمبر 5. تہجد اور تحیہ تہجد کیا ہے؟

جواب نمبر 5. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ تہجد کا لغوی معنی رات کو سو جانے کا ہے اور بیدار رہنے کے لیے بھی اسی کا استعمال ہوتا ہے۔ مذہبی اصطلاح میں تہجد سنن راتبہ کی اُن آٹھ رکعتوں کا نام ہے جو پو پھٹنے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ پو پھٹنے پر اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ گویا نماز تہجد رات کو پڑھی جانے والی نماز ہے۔ اہل ایمان کا عام طور پر یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ وہ رات کو سو جاتے بھی ہیں اور وقت پر بیدار ہو کر نماز تہجد پڑھتے ہیں۔ جو شخص رات کو بالکل نہ سوتا ہو، بیدار ہی رہتا ہو تو اُس کے لیے نماز وتر کے بعد نماز تہجد کا پڑھنا بھی درست ہے تاہم اس کی قدر و قیمت چنداں نہیں ہے۔ آدمی رات کو سو جائے اور وقت پر بیدار ہو کر نماز تہجد ادا کرے اس کی قدر و قیمت زیادہ ہے۔ اگر رات کو سونے والا شخص نماز وتر کے بعد نماز تہجد بھی پڑھ کر سو جائے تو اس کی چنداں قدر و قیمت نہیں ہے۔

نماز تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ چکنے کے بعد نماز نفل کی دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اس کا نام تحیہ تہجد ہے۔ اس نفل نماز کا قابل رشک ثواب دعوات صوفیہ میں مذکور ہے۔

سوال نمبر 6. لوگ دعا کرتے ہیں وتوبة قبل الموت موت سے قبل توبہ نصیب کرے۔ مگر وہ توبہ کے لیے موت کے وقت کا انتظار کرتا ہے۔ کیا یہ دیدہ دلیری کے زمرے میں آتا ہے؟

جواب نمبر 6. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ ''وتوبة قبل الموت'' والی دعا کا اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ موت سے پہلے توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔ موت کا صحیح وقت کسی کو بھی یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا ہے لہذا وہ موت طاری ہونے سے قبل ہوش و حواس برقرار ہونے کے دوران تائب ہوجائے۔ تائب ہو جانا موت کے آنے سے کافی عرصہ قبل بھی ہوسکتا ہے۔ موت طاری ہونے سے چند منٹ پہلے بھی ممکن ہے جبکہ ہوش و حواس برقرار ہو۔ لہذا توبہ کرنے کے لیے موت کا انتظار کرنا لازم نہیں آتا چنانچہ یہاں پر کسی قسم کی دیدہ دلیری کا وجدان نہیں۔

سوال نمبر 7. اوابین کا کیا مطلب ہے۔ کیا سنت سے ثابت ہے؟

جواب نمبر 7. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ ''اوابین'' ''اواب'' کی جمع ہے۔ کثرت سے سبحان اللہ کا ورد جاری رکھنے والوں پر یہ لفظ فٹ آتا ہے۔ اہل تبلیغ کی اصطلاح کے لحاظ سے ''سب سے توڑ رب سے جوڑ'' والوں کو اوابین کا لقب دیا جاتا ہے۔ گویا یہ لفظ ''توابین'' کا ہم معنی بھی ہے۔ اُن کی طرف نوافل کی چھ رکعتوں پر مشتمل ایک نماز ''صلوۃ الاوابین'' منسوب ہے جو مغرب کی سنتوں کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اہل کرامات بزرگان دین کا اس پر عمل پیرا رہنا یقیناً سنت سے ثابت ہے۔

سوال نمبر 8. خطبہ جمعہ واجب ہے جیسے نماز کی دو رکعتیں۔ کیا قبلہ رخ ہونا خطبہ جمعہ کے لیے ضروری نہیں؟

جواب نمبر 8. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ خطبہ جمعہ اگرچہ واجب ہے لیکن ہیئت کذائی کے لحاظ سے وہ دو رکعتوں کی ہو بہو مانند نہیں ہے۔ دور

رسالت مآب الصلاۃ والسلام سے لے کر تا حال یہ تواتر عملی چلا آتا ہے کہ خطبہ جمعہ کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ خطیب کا رخ ماموم حضرات کی طرف ہوا کرتا ہے خطبہ جمعہ عام تقریر کی طرح نہیں ہے۔ اس کے اپنے مخصوص ارکان اور آداب ہیں۔ لہٰذا خطبہ جمعہ کے دوران خطیب سے سوال کرنا خواہ تحریری شکل میں ہی کیوں نہ ہو درست نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو خطیب اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دے گا۔ جوش میں آکر خطیب کا منبر پر اُچھل کود کرنا اور زور زور سے منبر کو عصا مارنا وغیرہ آداب خطبہ کے منافی اور جاہلانہ اقدام ہے۔ اس سے خطبہ کی صحت متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔

سوال نمبر 9. اگر کوئی بندہ نماز تسبیح پڑھ رہا ہو۔ دو رکعت کے بعد صبح کی اذان ہوجائے تو کیا کرے۔ فرض صبح شروع کرے یا دو رکعت نماز تسبیح؟ اگر دو رکعت نماز تسبیح کو چھوڑ دیں تو کیسا ہے؟

جواب نمبر 9. بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ نماز تسبیح کی دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد صبح کی اذان ہوجائے تو وقت نماز ابھی وسعت کا حامل ہے۔ فرض کے فوت ہونے کا کوئی خطرہ درپیش نہیں ہے۔ لہٰذا وہ آخری دو رکعت بھی مکمل کریں گویا نماز تسبیح کی چار رکعتیں پوری کریں۔ اگر اُس نے دو سلام پر نماز تسبیح پڑھنے کا ارادہ کیا ہو اور فرض صبح کی اجتماعی ادائیگی بالکل قریب ہو تو وہ فرض صبح کی اجتماعی ادائیگی میں شریک ہوجائے یعنی نماز تسبیح کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اگر وہ چاہے تو نماز اشراق کا وقت ہونے پر نماز تسبیح کی بقیہ دو رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔ چونکہ نماز تسبیح بھی نوافل میں شامل ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی قضا نہیں ہے۔ اگر نہ پڑھے تو بھی شرعاً کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے کسی واجب کا ترک لازم نہیں آتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اُس کو نماز تسبیح کا آدھا ثواب ملے گا۔

سوال نمبر 10. اولیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کا محراب و منبر پر قبضہ جمانا کیسا عمل ہے؟

جواب نمبر 10. بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ نفس سوال کا تقاضا یہی ہے کہ ایسا عمل بالکل غلط ہے۔ اگر اس کے لیے شرعی جواز موجود ہو تو بالکل درست ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اولیٰ اپنے اصل مقام سے ہٹ کر ادنیٰ کا روپ دھار چکا ہو بلکہ ادنیٰ سے بھی گیا گزرا کا مصداق بن چکا ہو تو ایسی صورت میں اس قسم کا قبضہ جمانا شرعاً درست قرار پائے گا۔

امید ہے کہ محترم م ش کوروی صاحب ان جوابات سے مطمئن ہوجائیں گے۔ اگر کوئی جواب تشنہ وضاحت معلوم ہوجائے تو آپ سے گذارش ہے کہ اس سلسلے میں ضرور خط تحریر فرمائیں تاکہ اُس کی مزید وضاحت شائع کرنے میں ہماری سعی مشکور ہوجائے۔

❀☆✿☆❀

ضروری تصحیح

دعوات صوفیہ طبع ہشتم میں دوران پرنٹنگ غیر دانستہ طور آخری جلد ورق پر درج ذیل خامیاں رہ گئی ہیں۔ اُن کو اس طرح پڑھا جائے۔

روش	نوربخشیہ
مشرب	ہمدانیہ
مذہب	صوفیہ

ناشر: ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ پاکستان

آخوند محمد حسین کا انتقال پُر ملال

انجمن صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے پرجوش کارکن اور مخلص سماجی شخصیت آخوند محمد حسین ولد محمد جان مورخہ 24 اگست 2009ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم سی۔ ڈی۔ اے میں ملازم رہے تھے۔ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی کے لیے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے خاص خادم تھے اور جملہ دینی اعلانات کے فریضہ بھی ادا کرتے تھے۔ آپ کی وفات سے اسلام آباد کی نوربخشی برادری کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ اراکین ادارہ نوائے صوفیہ اس غم میں مرحوم کے اہل خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

❀☆✿☆❀

اخبار تصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

غلام محمد شاہین

کتب نوربخشیہ کی تیاری و اشاعت

مولانا غلام حسن حسنو نے حال ہی میں حضرت میر سید محمد نوربخش کی کتاب "انسان نامہ" کا تحقیقی متن اور اردو ترجمہ شائع کیا ہے اور انہوں نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ اس وقت (1) المودت القربیٰ (2) کتاب ذکریہ (3) مرات التائبین (4) کتاب نوریہ (5) اوراد امیریہ (6) احوال و آثار میر شمس الدین عراقی (7) چق چن نامہ (8) رسالہ نوربخشیہ کی کتابت مکمل ہو کر اشاعت کے لیے بالکل تیار ہیں جبکہ (1) معراجیہ (2) سلوۃ العاشقین (3) السائر الحائر (4) کاشف الاسرار کے اردو ترجمے مکمل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کتابوں میں سے المودت القربیٰ اور چق چن نامہ کی اشاعت کا بندوبست ہو گیا ہے۔ اول الذکر شائع کرنے کی ذمہ داری ایک اللہ والے نے اور ثانی الذکر کی انجمن محمدی صوفیہ نوربخشیہ چق چن نے لے لی ہے باقی کتابوں کی اشاعت کے لیے وہ اہل ثروت کی پیشکشوں کے منتظر ہیں۔

خانقاہ معلیٰ شگر میں تقریب

خانقاہ معلیٰ شگر کے اختتامی تقریب کے موقع پر این وائی ایف گانچھے کے عہداروں اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے خانقاہ معلیٰ شگر کا دورہ کیا اس موقع پر این وائی ایف گانچھے کے نوجوانوں کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی مولانا محسن علی صدر NYF گانچھے تھے۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد اسلم نوری نے سرانجام دیا۔ تقریب کا آغاز محمد نعیم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد امتیاز عالم نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔ مفتی اعظم الحاج محمد حادی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے گانچھے سے آئے ہوئے NYF کے کارکنوں کو خوش آمدید کہا اور آئندہ بھی اسی طرح کا دورہ کرنے کی درخواست کی۔ مہمان خصوصی جناب مولانا محسن علی صدر NYF گانچھے نے اپنی خطاب میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور کہا کہ ہمیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اندر تمام اختلافات کو پس پشت ڈال کر شاہ سید علیہ رحمہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مذہب حقہ کی خدمت کریں۔ تقریب میں کاچو غلام مہدی بیکو، آخوند محمد حسین کاشف، اکبر جاوید ابدالی کے علاوہ اہم شخصیات موجود تھیں۔ آخر میں سید نواز حسین نے صدارتی کلمات میں NYF گانچھے کے نوجوانوں کا اس خوشی میں شرکت کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح الحاج ماسٹر عبدالرحمن صاحب میر واعظ صوفیہ نوربخشیہ عاری کالونی بچھو کے درود وسلام کے ساتھ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

رپورٹر: محمد اسلم نوری نائب صدر NYF شگر

خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور کی دوبارہ تعمیر کی اختتامی تقریب

پس منظر: خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور بلتستان کی مشہور معروف خانقاہوں میں سے ایک ہے۔ جس کی بنیاد آج سے ساڑھے تین سو پہلے سن ۱۱۱۷ھ میں عظیم مبلغ اسلام حضرت میر یحیٰؒ معصوم رہنمانے رکھی۔ اس وقت حضرت میر یحیٰؒ کشمیر سے اپنے ساتھ کاریگر لائے اور خانقاہ معلیٰ کی عمارت کا کام شروع کیا۔ تب سے آج تک اس خانقاہ کی

دوبارہ تعمیر نہ ہوسکی۔ ساڑھے تین سو سال پرانے خانقاہ کی دوبارہ تعمیر اور مرمت کا شرف موجودہ دور کے ملنسار صوفیوں کو نصیب ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج خانقاہ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

قبہ چڑھانے کی رسم: خانقاہ معلی کا قبہ یعنی تاج چڑھانے کی رسم کو اپنے نیک نگاہوں سے دیکھنے کے لیے علمائے کرام، سرکردگان، نوجوان، خواتین وحضرات اور لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سید نعیم الحسن نے اپنے معصوم ہاتھوں سے خانقاہ کا قبہ چڑھایا۔ اس موقع پر تمام علمائے کرام، لوگوں نے اور خصوصاً سید نواز حسین اور مفتی علی محمد حاوی نے دعائے خیر کی۔

انتظامیہ کمیٹی: خانقاہ معلی کی انتظامیہ کمیٹی نے اس عظیم کام میں اپنے دن رات ایک کر کے نیندیں حرام کر کے اور تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر صرف اس بیت اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کردی اور نیک نیتی کی بناء پر خانقاہ معلی کی تعمیر کا کام بروقت یعنی ڈیڑھ سال کے مختصر سے عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کے علاوہ انتظامیہ کے دوسرے ارکان نے بغیر کسی لالچ کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خانقاہ کے کاموں کو ترجیح دے کر پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

کاریگر: کسی بھی عمارت کا دارومدار کاریگر پر ہے۔ عمارت کو بنانے میں کاریگر ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ اس کام میں مقامی کاریگروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کاریگروں نے دن رات کی محنت اور اپنے فن سے خانقاہ معلی کا کام مضبوط انداز اپنی اصلی حالت میں پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

غیور عوام کی طرف سے امداد: گلاپ پور کے تمام نوربخشی غیور عوام نے اس عظیم کام میں ہر طرح سے مدد کی۔ غریب عوام نے اپنی بساط کے تحت خانقاہ کو چندہ دیا اپنی نذریں پیش کیں۔ تمام نوربخشی عوام کی محنت، امداد اور تعاون کی وجہ سے اللہ کے فضل وکرم سے خانقاہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اس موقع پر تمام نوربخشی برادری نے شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ تقریب کے اختتام پر تمام لوگوں کے لیے طعام کا بندوبست کیا گیا۔ ہم سب کی طرف سے دعا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے اس تعاون اور امداد کو اپنے بارگاہ میں قبولیت بخشے۔ آمین!۔

رپورٹر: محمد اسلم نوری اینڈ اکبر جاوید ابدالی

حضرت علیؑ اور قطب الاقطاب حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی ولادت کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ

مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو میں مورخہ 7 جولائی کو تنظیم طلبا مدرسہ شاہ ہمدان کے زیر اہتمام شہنشاہ ولایت حضرت علیؑ اور قطب الاقطاب حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی ولادت کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جید علمائے کرام اور کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اس پر وقار محفل میں صدارتی نشست پر محمد یوسف امام مسجد شاہ ہمدان تشریف رکھتے تھے۔ جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر علامہ غلام حسین نورانی (DIS) جلوہ افروز تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض عابد حسین نوری نے سرانجام دیے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا جس کا شرف محمد آمین ترابی نے حاصل کیا۔ عرفان حیدر متعلم نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی جبکہ نور علی نوری، ہوا شاہد حسین اور محمد سلیم شگری نے منقبت پیش کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی جناب علامہ غلام حسین نورانی صاحب، مولانا محمد اقبال جاوید صاحب، مولانا محمد افضل معروفی صاحب، طالب علم طاہر علی تھلوی، نور علی نوردین بلغاری، منور حسین ظریف کوروی نے حضرت علیؑ اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر محفل محمد یوسف صاحب کی دعائیہ کلمات کے ساتھ محفل کا اختتام ہوا۔

رپورٹر: عابد حسین، ذوالفقار علی اینڈ محمد ثاقب

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ چھوار میں اعتکاف نشینی کی اختتامی محفل

گزشتہ دنوں علاقہ چھوربٹ کے موضع چھوار کے جامع مسجد

صوفیہ نوربخشیہ میں کثیر تعداد میں اہل تصوف کے پروانوں نے محفل اعتکاف کے فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔ اس باسعادت مجلس کے برخاست کے وقت ایک نشست قائم ہوئی۔ نشست کی صدارت جناب سید ابراہیم صاب جبکہ مہمان خصوصی کا شرف جناب صوفی محمد علی نے حاصل کیا۔ مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد صوفی محمد ابراہیم، صوفی مبارک علی نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ جناب صوفی محمد علی نے توبہ کے فوائد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جناب سید ابراہیم نے ذکر کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے حاضرین کو ذکر میں مصروف رہنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ پُر رونق نشست برخاست ہوئی۔

رپورٹر: فرمان علی چھوراوی

زین الحسنین حسن کا اعزاز

زین الحسنین حسن نے جو بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے فرزند ہیں کیمبرج یونیورسٹی کے امتحان A لیولز مضامین میں A گریڈ لے کر اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ زین انجینئر بن کر ملک وقوم کی خدمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

طالب علموں کا اعزاز

مظفر علی آخوند سرموی اور اعظم علی سرموی نے اسلام آباد میں اپنے میٹرک سائنس فیڈرل بورڈ کے تحت ہونے والے امتحان میں دونوں نے A گریڈ سے پاس کیا ہے۔ دونوں طالب علم مستقبل میں انجینئر بننے کا خواہاں رکھتے ہیں۔

رپورٹر: غلام نبی سرموی

فضیلت حسین کا اعزاز

صوفیہ نوربخشیہ علی پور کے معروف سماجی کارکن اور مخلص دینی رہنما جناب محمد چوسرموی کے فرزند عزیز فضیلت حسین نے قرآن پاک حفظ کرلیا ہے۔ نوربخشی برادری نے اس کارنامے پر نہایت مسرت کا اظہار کیا ہے۔

رپورٹر: غلام محمد شاہین نمائندہ

پرتوک ویلفیئر آرگنائزیشن کا اجلاس

مورخہ ۷ جولائی 2009ء بروز منگل کو پرتوک ویلفیئر آرگنائزیشن کا ایک اہم اجلاس سیاچن پیلیس ریسٹورینٹ سکردو میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مرکزی تنظیم کے صدر علی اصغر سنبل نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت سلطان علی خان نے حاصل کی۔ اس کے بعد سکردو میں مقیم نوجوانان پرتوک کی طرف سے موجودہ حالات و مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے PWO کی ذیلی برانچ سکردو زون کھولنے کی اپیل کی گئی اور قرارداد منظور کی گئی۔ جس کے بعد تنظیم کے ممبران کا فوری انتخاب کیا گیا جو ذیل ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم صدر، انجینئر ساجد علی نائب صدر، سلطان علی جنرل سیکرٹری، محمد نواز رابطہ سیکرٹری اور غلام عباس فنانس سیکرٹری۔ مذہب حقہ اور وطن عزیز پاکستان کے استحکام اور اسلام کی سربلندی کے لیے دعاؤں کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

محمد نواز رابطہ سیکرٹری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو کا اجلاس

مورخہ ۷ اپریل 2009ء کو بعد از نماز عشاء کو مسجد العارفین صوفیہ نوربخشیہ کشو باغ سکردو میں NYF ڈویژن کابینہ سکردو کا ایک اہم اجلاس ہوا جس کی صدارت مولانا اقبال جاوید صاحب امام مسجد العارفین نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی NYF کے صدر مولانا جی ایچ سیف اللہ تھے۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت سہیل عباس نے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا اقبال جاوید نے اپنی تقریر میں نوجوانوں کو مذہب حقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے اور اللہ کی عبادت کرنے پر زور دیا۔ اس کے بعد NYF کے جنرل

سیکرٹری ڈاکٹر کریم نے اپنے زرین خیالات کا اظہار کرتے ہوئے نوائے صوفیہ کی نئی تشکیل پر تمام NYF کے ممبران اور جوانوں کو مبارک باد دی۔ اور زور دیا کہ اسے مزید فعال بنانے کی کوشش کریں۔ ان کے علاوہ جی ایچ سیف اللہ، بوا سید، اختر حسین، سلیم تصوفی، ریاض احمد، ربانی، یوسف، عاشق، محمد باقر، محمد شریف، محمد اقبال، مشتاق علی، موسیٰ علی، شبیر حسین معروف اور بوا محمد نے اپنے زرین خیالات سے سامعین کو آگاہ فرمایا۔ آخر میں بوا جاوید کی دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹر: شبیر حسین سیکریٹری نشر و اشاعت

پیغامات تہنیت

ملت نوربخشیہ کو استعماری سازشوں سے بچا کر اس کی تبلیغ واشاعت کی جو عظیم ذمہ داری نوائے صوفیہ کے کارکن نبھا رہے ہیں وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ میں ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تمام کارکنان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ NYF نوائے صوفیہ کی ہر ممکن مدد کے لیے حاضر رہوں گا۔ اللہ ہم سب کو دین حقہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے اور نوائے صوفیہ کو رہتی دنیا تک قائم رکھے۔ آمین!

رپورٹر: مہدی علی ربانی

صدر NYF اسلام آباد

نوائے صوفیہ کی سویں ایڈیشن ڈائمنڈ جوبلی کی کامیاب اشاعت پر سب ڈویژن شگر کے این وائی ایف، شاہ ہمدان سٹوڈینٹ فیڈریشن، مختلف انجمنوں ملت صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والوں کی جانب سے رسالے کے بانی ڈاکٹر غازی نعیم صاحب، مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر صاحب، جی ایچ معروفی صاحب، بوا انور صاحب اور دیگر کارکنوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام عقیدت اور مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ نوائے صوفیہ اتحاد بین المسلمین کا وہ واحد رسالہ ہے جس کے ذریعے اندرون ملک اور بیرون ملک نوربخشی حضرات آپس میں ملتے ہیں۔ غیر نوربخشی حضرات بھی بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ یہ رسالہ اتحاد اُمت کا داعی اور تعصب سے پاک ہے۔ اس رسالے کو ہمیشہ حق و صداقت کا پرچم بلند کرتے رہنے اور ملت صوفیہ کی اخلاقی تربیت میں اہم کردار ادا کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ میری طرف سے تمام قارئین سے گزارش ہے کہ وہ نوائے صوفیہ سے مستفید ہو کر دین کی خدمت اور رسالے کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔ نیز اپنے بقایاجات نوائے صوفیہ کو ارسال کریں۔ تاکہ رسالہ وقت پر چھپ سکے۔

رپورٹر: اکبر جاوید ابدالی، نمائندہ گلاب پور شگر

نوائے صوفیہ کا ڈائمنڈ جوبلی شمارہ میرے سامنے ہے۔ ماشاءاللہ NYF کے جوانوں نے اس شمارے کو بڑی محنت لگن خلوص اور نئی شان کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس میں تبصرے نئے اور پرانے مضامین، نعت شریف اور ترانہ نوربخشیہ بہت ہی ترتیب اور خوبصورتی کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔ سرورق بھی تبدیل کر کے پرکشش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بات کی بھی بہت خوشی ہوئی کہ نوائے صوفیہ کی کمپوزنگ بھی آپ نے خود کی ہے۔ اس شاندار کامیابی پر آپ سب مبارک باد کے مستحق ہیں واقعی یہ ایک قابل تعریف اور بے مثال کام ہے۔

م ح شاھد اسلام آباد

انتقال پُرملال و تعزیتی اجلاس

عبدالرحیم کوروی کا اکلوتا بیٹا دوستوں کے ساتھ دریائے شیوک میں نہاتے ہوئے موجوں کی نذر ہوگیا۔ اراکین انجمن ریاض اولیاء کورو کراچی نے ان کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا اور ان کی روح کے لیے فاتحہ خوانی کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کے لیے صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

رپورٹر: انجمن ریاض الاولیاء نوربخشیہ کراچی

❁ معروف شخصیت غلام نبی بلغاری صاحب اسلام آباد میں ناگہانی حادثے سے انتقال کر گئے۔ اراکین انجمن صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کراچی اور نوجوانان نے ان کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور روح کی ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی۔ مرحوم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اسے برسوں تک محسوس کیا جائے گا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رپورٹر: شاہنواز علی دمجی

❁ پریس و فنانس سیکرٹری انجمن صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کراچی کے سرکردہ ابو محمد کی وفات پر کورو کے نوربخشی عوام اور اراکین انجمن کراچی غمزدہ ہو گئے اور گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ مرحوم کی وفات سے کورو میں جو خلا پیدا ہو گیا اسے برسوں تک پر نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر وجمیل عطا فرمائے۔ آمین!

رپورٹر: آری مہدی کوروی

صدر انجمن ریاض اولیاء نوربخشیہ کراچی

❁ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ڈویژن کابینہ سکردو کا ایک تعزیتی اجلاس N.Y.F آفس سکردو میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جی۔ایچ سیف اللہ نے کی۔ اجلاس میں بابو غلام نبی بلغاری صاحب کی اچانک وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اس موقع پر حاضرین نے مرحوم کو ان کی دینی و دنیوی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا اور ان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی، نیز ان کے سوگوار خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا۔

رپورٹر: شبیر حسین معروف

سیکرٹری نشر واشاعت NYF سکردو

❁ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن حیدرآباد یونٹ کرسمہ تھنگ سکردو کا ایک تعزیتی اجلاس مسجد شاہ مردان صوفیہ نوربخشیہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں بابو غلام نبی بلغاری صاحب کی راولپنڈی میں اچانک حادثاتی موت پر گہرے دکھ اور انتہائی افسوس کا اظہار کیا گیا۔ مرحوم انتہائی خوش اخلاق اور اچھے نفس کے مالک تھے۔ مسجد شاہ مردان نوربخشیہ حیدرآباد کرسمہ تھنگ سکردو کی تعمیرات میں مرحوم کی کافی خدمات تھیں۔ مرحوم کی موت پر سوگوار خاندان کے ساتھ ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ آخر میں مرحوم کی روح کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی اور اس کے صاحبزادوں اور سوگوار خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا گیا۔

رپورٹر: غلام مہدی کوروی

سیکرٹری نشر واشاعت NYF حیدرآباد یونٹ سکردو

❁ انجمن صوفیہ نوربخشیہ لاہور کی طرف سے حاجی علی محمد سرموی مرحوم کی اچانک وفات پر خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ لاہور میں ان کے ایصال ثواب کے لیے بعد از نماز جمعہ اجتماعی مغفرت کی دعا کی گئی۔

رپورٹر: غلام محمد شاہین نمائندہ نوائے صوفیہ

❁ ❁ ❁

تعلیمی خبریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا سمسٹر خزاں 2009ء میں

داخلے کا اعلان

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں سمسٹر خزاں 2009ء کا داخلہ شروع ہو چکا ہے۔ یونیورسٹی کے اعلان کے مطابق سمسٹر خزاں 2009ء میں پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے، ایم ایس سی، کامن ویلتھ ایم بی اے، پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ، بیچلرز، بی ایڈ، انٹرمیڈیٹ، میٹرک، درس نظامی اور دیگر سرٹیفکیٹ اور فنی کورسز میں داخلے شروع ہو چکے ہیں۔ داخلہ فارم پاکستان کے چاروں صوبائی دفاتر کے علاوہ گلگت اور سکردو کے علاقائی دفاتر اور رابطہ دفاتر ڈغونی، تلس، رونڈو اور کھرمنگ سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 5 ستمبر 2009ء ہے۔

رپورٹر: غلام محمد شاہین نمائندہ نوائے صوفیہ

❁ ❁ ❁

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

ایم۔وائی۔نوری

⊛ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ کے تمام مضمون معیاری ہوتے ہیں خصوصاً آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ میری طرف سے ملت حقہ کے تمام بزرگوں، بچوں اور خواتین و حضرات کو سلام پیش ہے۔

(غلام حیدر صابر سکساوی)

⊛ نوائے صوفیہ کا ڈائمنڈ جوبلی شمارہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تمام مضامین معیاری اور معلومات سے بھرے تھے۔ خانقاہ معلی سینو کی مرمت پہلی مرتبہ بڑے پیمانے پر کی جاری ہے لہذا اس حوالے سے ایک رپورٹ بھیجا ہے شائع کر کے شکریہ کا موقع بخشیں۔

(محمد حسین راہی سکردو)

⊛ گلستان تصوف کا خوبصورت پھول نوائے صوفیہ کی اشاعت میں تاخیر پر بے چین ہوں۔ میری طرف سے تمام نوجوانوں سے گزارش ہے کہ اس رسالے سے زیادہ سے زیادہ معلومات لیں۔ میری طرف سے تمام کارکنان نوائے صوفیہ کو بہت بہت سلام۔

(عاشق حسین سحر کھرکوی)

⊛ بندہ نوائے صوفیہ کا نیا قاری ہوں۔ علامہ محمد بشیر صاحب کا مضمون "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" پڑھ کر دل کو سکون ملتا ہے۔ اللہ پاک علامہ صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین!

(منظور حسین شاھد کوروی)

⊛ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالے کی ڈائمنڈ جوبلی پر ادارے کے تمام کارکنان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ علمائے نوربخشیہ سے ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر دین کے اعمال کی تبلیغ کریں۔ کیونکہ اعمال صالح کے بغیر نام میں بھی فلاح نہیں ملے گا۔ ایک ہزار کا چیک ارسال ہے ناچیز کے نام رسالہ بدستور ارسال کریں۔ شکریہ۔

(صوبیدار (ر) غلام مہدی تھگس)

⊛ نوائے صوفیہ کے تمام اراکین، قلم کاروں اور قارئین کو سواں شمارہ مبارک ہو۔ نوائے صوفیہ وہ رسالہ ہے جو ایک علمی خزانہ ہے اور دنیا کے کونے کونے میں نوربخشیت کا تعارف صرف اسی جریدے کے ذریعے ہو رہا ہے۔ ایک عرض ہے کہ راقم کا نام مستقل خریداروں میں شامل کیا جائے۔ بندہ ناچیز کی طرف سے ادارے کے لیے بطور عطیہ مبلغ -/1000 روپے ارسال خدمت ہے ملنے پر اطلاع دیں۔ شکریہ۔

(حیدر علی حیدری دکاندار تھگس)

⊛ بندہ احقر نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہے۔ شمارہ ۹۳ سے ترسیل بند رہی لہذا اب دوبارہ مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ اس رسالے کی وجہ سے ہمیں دینی معلومات ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی اور مروجہ علوم کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ آخر میں میری دعا ہے کہ خداوند کریم اس جریدے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

(غلام مھدی سالک امام مسجد چنڈو تھگے)

⊛ بندہ ناچیز نے پہلے بھی تصوف کی خبریں بھیجی تھیں شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائی اور دوبارہ لکھنے پر مجبور کیا۔ اس سلسلے میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

(غلام نبی سرسوی)

⊛ ڈائمنڈ جوبلی شمارہ دیکھ کر بندہ ناچیز حیران ہو گیا کہ اس پُرآشوب دور میں بھی نوائے صوفیہ ڈائمنڈ جوبلی منا رہا ہے۔ اسی خوشی میں بے قابو ہو کر پھر قلم اٹھا کر ایک دفعہ اور خط لکھنا شروع کیا ہے شائع کر کے

حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ خط میں آپ کے مسائل اور ان کے حل کے لیے چند سوالات ہیں جواب دے کر مطمئن کرائیں۔ شکریہ۔ شمارے کے لیے ۳۰ روپے اسی خط میں ارسال خدمت ہے۔ ناچیز کی طرف سے تمام قارئین کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تمام کارکنان کو عمر درازی عطا کرے۔ آمین۔

(عبدالرحمن خلیل)

❁ یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ سواں شمارے کی تکمیل پر ڈائمنڈ جوبلی کا انعقاد کیا گیا۔ حقیر کی طرف سے بھی تمام قارئین اور کارکنان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کارکنان کو صحت سلامت کے ساتھ رکھے اور مزید اس رسالے کی اشاعت کے لیے دن رات کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ایک مضمون ارسال ہے شائع کر کے بندہ ناچیز کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ میری طرف سے انڈیا میں بسنے والے تمام ملت نوربخشیہ کے بہن بھائیوں کو پیار بھرا اسلام عرض ہے۔ (سید شہاب الدین تھگسوی)

❁ مبارک صد مبارک ہو رسالہ صوفیہ آیا

دل صوفی کا ارماں یہ نوائے صوفیہ آیا

ادارہ نوائے صوفیہ اعتدال پسندی، روشن خیالی اور عالم گیریت کے اسلامی اُصولوں کو اجاگر کرنے میں پیش پیش ہے۔ رسالہ کا اب مستقل قاری بننا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ایک رسالہ میرے نام ارسال کیا کریں۔ شکریہ۔ (محمد علی خوجہ، تلس نوربخشیہ آباد گپ کھور)

❁ میرا پہلا خط ہے رسالہ کو بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ مجھے بھی ماہانہ رسالہ اس پتہ پر بھیج دیں۔ شکریہ۔

(شہر علی عادل تلس نوربخش آباد گپن کھور)

❁ میں پرانا قاری ہوں۔ رسالہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ اسے پڑھ کر دل کو راحت و سکون ملتا ہے۔ ایک مضمون ارسال ہے شائع فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ شکریہ۔ (غلام محمد دلبر، کھرکوہ، لاہوری)

جواب: باری اور جگہ ملنے پر ضرور شائع کیا جائے گا۔

❁ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ رسالہ پروانہ نور بن کر ساری دنیا میں لوگوں کے دلوں کو منور کرے اور دین حق کی سربلندی کے لیے ایک مینار ثابت ہو۔ آمین! آئندہ میرے نام رسالہ بھیجا جائے مبلغ -/100 روپے ارسال خدمت ہے۔

(غلام حسین ڈسکو، ہائی مونٹ فارماسیوٹیکل، لاہور)

❁ میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ مبلغ -/100 ارسال خدمت ہے۔ آئندہ اس پتہ پر رسالہ ارسال کریں۔

(اشرف حسین بلتی ہائی مونٹ فارماسیوٹیکل، لاہور)

❁ نوائے صوفیہ ہی ہماری پہچان ہے۔ میں اس رسالہ کا مستقل قاری بننا چاہتا ہوں۔ لہٰذا میرے نام رسالہ ارسال کیا جائے۔ مبلغ -/100 ارسال ہے۔ (امتیاز علی مکان نمبر 429 بلاک A ایل ڈی اے کالونی والٹن روڈ لاہور کینٹ)

❁ نوائے صوفیہ دوست احباب سے لے کر ضرور پڑھتا ہوں۔ یہی ہماری پوری دنیا میں ترجمانی کر رہی ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے۔ اب میں بھی مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں لہٰذا میرے نام اس ایڈریس پر رسالہ بھیجا کریں۔ شکریہ۔ مبلغ -/150 ارسال خدمت ہے۔

(محمد ابراہیم ہائی مونٹ فارماسیوٹیکل، لاہور)

وصولیات شمارہ نمبر 101

1	اسلام آباد سے	1,720
2	غلام مہدی سکردو نمائندہ	2,500
3	شمیم رضا بلتی (شمارہ ۱۰۰-۱۰۱)	2,750
4	مولانا محسن علی ہرموں (شمارہ ۱۰۰)	400
5	بابو غلام محمد AGPR نمائندہ	700
6	بابو غلام علی تھگس نمائندہ	2,000
7	شاکر حسین ہیتھن	1,000
8	عبداللطیف سیالکوٹ نمائندہ	300
9	ماسٹر حسین بلغار نمائندہ	650
10	حاجی عبدالکریم کھرکوہ نمائندہ	1,000
11	بوا موسیٰ علی بلغار نمائندہ	400
12	بابو غلام مہدی یوچُن نمائندہ	600
13	محمد یوسف لاہور نمائندہ	600
14	اکبر جاوید اولی تھگس نمائندہ	950
15	کراچی سے NYF نمائندہ (شمارہ ۱۰۰ - ۱۰۱)	10,000

نظم

خادم حسین نورؔی

الفت کی شمع سب کے دلوں میں جلائے جا
دہر خراب حال سے نفرت مٹائے جا

مشکل گھڑی ہے اہلِ تصوف کے واسطے
لیکن قدم تو جانبِ منزل بڑھائے جا

ہاں تو ہے باغبانِ گلستانِ نوربخشؒ
پھول اس چمن میں صدق و صفا کے کھلائے جا

مسلک ترا یہ نوحؑ کی کشتی کی مثل ہے
ظلمت کے بحر میں یہ سفینہ چلائے جا

نشتر زنی کے واسطے یاں لوگ ہیں بہت
زخموں پہ اہلِ دہر کے مرہم لگائے جا

مکر و فریب و ظلم سے پُر ہے جہاں تو کیا
تُو امن و آشتی کا قرینہ سکھائے جا

دنیا کے مال و زر کی تمنا کیے بغیر
فرمانِ نوربخشؒ دلوں میں بسائے جا

نورؔی جو تجھ کو زیست میں ہونا ہے سرخرو
حمدِ خدا میں اپنے لبوں کو ہلائے جا

☆☆☆☆☆